بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث القرآن
بیاد
حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ
ہفت روزہ
اہلِ حدیث
لاہور
مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان
مسلک اہلحدیث کا داعی
جلد: 47 | ۲۳ تا ۲۹ ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ 23 تا 29 دسمبر 2016ء | شمارہ: 49

پانامہ کیس

عمران خان ریلی کی دھمکی دے کر عدالت سے اپنی مرضی کا فیصلہ لینا چاہتے ہیں

امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ

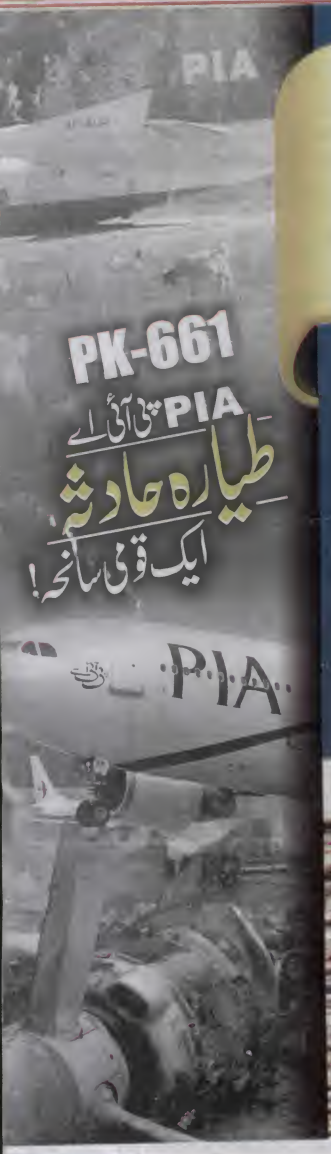

باب الاسلام
سندھ میں قبول اسلام جرم کیوں؟!

اتباع سنت نبوی ﷺ

دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت!

قرآن و سنت کی روشنی میں

الیکٹرونک آلات کی خرید و فروخت.....؟!

مساجد میں سماجی تقاریب کا انعقاد.....؟!

دوران احرام کمر پر بیلٹ باندھنا.....؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

سکونِ قلب

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝﴾ (الرعد)

''جولوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یادرکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔''

راحت وسکون اور اطمینان قلب انسان کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ پرسکون زندگی گزارنے کی آرزو اور جستجو ہی انسان کو متحرک رکھتی ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ جس ذات نے اس انسان کو پیدا فرمایا اور اس کے لیے بیش بہا نعمتوں کے ساتھ ساتھ اس نعمت عظمیٰ کا بندوبست فرمایا اس کی طرف انسان کا دھیان بہت کم ہے۔ مالک حقیقی کی طرف رجوع ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو ذہنی، جسمانی اور دماغی ہر لحاظ سے سکون اور راحت فراہم کرسکتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس انسان جتنے بھی جتن کرلے لیکن اس ذریعہ حقیقی کو نہ اپنائے تو اسے نہ صرف یہ کہ ذہنی آسودگی حاصل نہ ہوگی بلکہ ہر چہار اطراف سے پریشانیوں میں گھرا رہے گا۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝﴾ (الجن)

''اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ موڑ لے گا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اسے سخت عذاب میں مبتلا کردیں گے۔''

ایسی صورت میں اس پر ایک شیطان کو مسلط کردیا جاتا ہے جو ہر وقت اسے بے راہ روی، نفسانی خواہشات کی اتباع میں مگن رکھتا ہے۔ ضمیر کی آواز کو دبانے کی وجہ سے ہمیشہ پریشان حال اور افسردہ رہتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝﴾ (الزخرف)

''اور جو کوئی اللہ رحمن کے ذکر سے غافل رہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں جو اس کے ساتھ رہتا ہے۔''

معیشت کی تباہی کی اصل وجہ بھی اللہ کے راستے اور اس کی یاد سے دوری واعراض اور شیطان کی پیروی ہے:

﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝﴾ (طٰہٰ)

''اور ہاں جو کوئی بھی میری یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کرکے اٹھائیں گے۔''

اسی لیے قرآن میں صبح وشام اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی تلقین فرمائی گئی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝﴾ (الأحزاب)

''اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔''

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

حُرمتِ خونِ مسلم

فرمان نبوی ﷺ ہے: [عَنْ عَبْدِ اللهِ بن مسعود، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ".] (متفق عليه)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی ایسے مسلمان کا خون جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں (محمدؐ) اللہ کا رسول ہوں۔ سوائے ان تین کاموں میں سے ایک کام کی بنا پر حلال نہیں: شادی شدہ بدکاری کرے، جان کے بدلے جان اور اپنے دین کو چھوڑنے، جماعت سے الگ ہونے والے (واجب القتل ہیں)۔''

مسلمان کا خون بہانا حرام ہے' کسی انسان کو اس بات کی اجازت نہیں کہ بلاسبب کسی کو قتل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کو بغیر وجہ کے قتل کیا گویا کہ اس نے ساری انسانیت کو قتل کردیا اور جس نے ایک مسلمان کو بچایا اس نے پوری انسانیت کو زندگی دی۔''

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں مگر تین کام ایسے ہیں جن کی بنا پر کسی مسلمان کو قتل کیا جاسکتا ہے۔'' مگر اس کام کے لئے بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کسی فرد کو اجازت نہیں کہ وہ ان تین کاموں میں سے کسی ایک کام کے مرتکب کو از خود سزا دے دے بلکہ حکومت اور عدالت کی ذمہ داری ہے کہ اس کی سزا پر عمل درآمد کروائے۔ تین قسم کے افراد درج ذیل ہیں:

① شادی شدہ بدکاری کرے' وہ مرد ہو یا عورت دونوں کو زمین میں گاڑ کر پتھر مار مار کر ہلاک کردیا جائے' اس کا وجود اس لائق نہیں کہ زمین کی سطح پر قائم رہ سکے، اگر یہی بدکاری کسی غیر شادی شدہ سے ہوتی ہے تو اسے 80 کوڑے سزا دی جائے' اگر وہ اسی کوڑے لگنے سے ہلاک ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔

② دوسرے وہ شخص جو کسی کو بلاوجہ یا از خود مذکورہ کاموں میں سے کسی کام کی بنا پر موت کے گھاٹ اتار دے اسے بھی اس کے بدلے میں قتل کردیا جائے گا اور یہ کام بھی حکومت اور عدالت کی ذمہ داری ہے۔

③ تیسرے وہ شخص جو اپنی مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے وہ بھی واجب القتل ہے' اس لئے کہ اس کا وجود دیگر مسلمانوں کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے وہ انہیں بہکا سکتا ہے' اگر وہ یہ نہ کرے تو اسے بھی قتل کردیا جائے۔ بدکاری اور قتل کا جرم ثابت ہوجانے پر توبہ نہیں بلکہ سزا دی جائے۔

پی آئی اے طیارے کا المناک حادثہ!

زندگی میں عسر و یسر بھی ہے اور مال و جان کی آزمائش بھی آجاتی ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے اس سے کسی کو مفر نہیں اور یہ بھی کسی انسان کو علم نہیں کہ اس کی زندگی کا چراغ کہاں گل ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ﴾ (لقمان: ۳۴) یعنی ''کسی شخص کو علم نہیں کہ وہ کس زمین میں موت سے دو چار ہو گا۔'' یعنی موت کہاں آئے گی؟ گھر میں یا گھر سے باہر، وطن میں یا دیار غیر میں، جوانی میں آئے گی یا بڑھاپے میں، اپنی آرزوؤں اور خواہشات کی تکمیل کے بعد آئے گی یا اس سے پہلے، اچانک آئے گی یا بستر علالت پر، کسی کو معلوم نہیں۔ دنیا کے حالات اس پر شاہد ہیں۔ ابھی ۶ دسمبر ۲۰۱۶ء کی شام کو چترال سے اسلام آباد آنے والی پرواز پی کے ۶۶۱ حویلیاں آرڈیننس فیکٹری کے قریب پہاڑی علاقے میں گر کر تباہ ہو گئی۔ اس میں بیالیس مسافر اور جہاز کے عملہ کے چھ ارکان سمیت اڑتالیس (۴۸) افراد لقمۂ اجل ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مسافروں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ان کا سفر اسلام آباد کا نہیں بلکہ سفر آخرت ہے۔ جاں بحق ہونے والوں میں ڈپٹی کمشنر چترال اسامہ احمد وڑائچ، ان کی اہلیہ اور بچی، نیز معروف نعت خواں جنید جمشید بھی شامل ہیں۔ جنید جمشید نے جب سے موسیقی کو ترک کیا انہوں نے دینی تبلیغ کا رستہ اختیار کر لیا۔ وہ تواضع، عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ دینی امور سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ ان کی یہ حمدیہ نظم بڑی مقبول ہوئی ؎

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں

حادثہ کے عینی شاہدین کے مطابق طیارے کو فضا میں آگ لگ گئی اور پہاڑی پر گرتے ہی طیارہ آگ کی زد میں آگیا اور پاش پاش ہو کر بکھر گیا۔ حادثے کی خبر میڈیا کے ذریعے آناً فاناً ملک اور بیرون ملک پھیل گئی۔ جس سے اہل وطن کے دل غمگین وافسردہ اور آنکھیں نم ہو گئیں۔ جائے حادثہ سے قریبی شہری، فیکٹری سے نوجوان امدادی کاموں میں مصروف ہو گئے۔ افواج پاکستان کے نوجوان اور ہیلی کاپٹر بھی جائے حادثہ پر پہنچ گئے۔ اب لاشوں کی شناخت اور انہیں لواحقین کے سپرد کیا جا رہا ہے۔

حادثہ کی وجوہات کے بارے میں ذمہ داران کے مختلف بیانات آ رہے ہیں۔ پی آئی اے کے چیئرمین نے کہا ہے کہ جہاز میں کوئی فنی خرابی نہیں تھی۔ یہ بھی کہا کہ جہاز کے ایک انجن کی خرابی کے بعد دوسرے انجن کے ذریعے جہاز کو بخوبی منزل پر پہنچایا جا سکتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ دوسرا انجن پرواز کے قابل کیوں نہیں ہوا؟ سیکرٹری سول ایوی ایشن عرفان الٰہی نے اعتراف کیا ہے کہ ایک انجن پہلے ہی خراب تھا۔ سول ایوی ایشن کے ڈائریکٹر نے کہا کہ جہاز کے دونوں انجن خراب ہو گئے اس لیے ایئر کرافٹ کریش ہوا۔ فلائیٹ انجینئر نے طیارہ اڑانے سے روکا مگر پائیلٹ نے اڑا لیا۔ ایسے حالات میں حادثہ کی جامع تحقیقات کے سلسلہ میں بورڈ بھی تشکیل دے دیا گیا ہے۔ اگر کسی ذمہ دار شخص کے تساہل اور غفلت کی وجہ سے حادثہ ہوا ہے تو اسے سامنے لایا جائے۔ پی آئی اے پاکستان کی سب سے بڑی ایئر ویز ہے جو تقریباً ۲۳ اندرون ملک اور ۳۰ سے زائد بیرون ملک پروازوں کا اہتمام کرتی ہے۔ اس کے ہوائی بیڑے میں شامل طیاروں کی اوسط عمر ۱۲ سال ہے مگر یہاں پر انڈر گراؤنڈ ہونے والے طیاروں کو بھی کام میں لایا جاتا ہے جس سے حادثے ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں سیاحوں کا چترال یا دوسرے خوبصورت علاقوں کی طرف رخ کم ہو جائے گا اور سیاحت پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ لہٰذا پی آئی اے کے ذمہ داران کو اس طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ آخر میں ہم جاں بحق ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

اس شمارہ میں

درس قرآن و حدیث	1
اداریہ	2
احکام و مسائل	4
نفس کی اصلاح کا طریقہ.....(خطبہ حرم)	6
آقائے دو جہاں.....محمد رسول اللہؐ	8
اتباع سنت نبویؐ	10
ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں	12
مولانا غزنویؒ آخرت کے راہی بن گئے	15
ہمارے یہ عوامی نمائندے	16
حکومت سندھ کا انوکھا فیصلہ	17
احترام والدین اور نوجوان	19
تبصرۂ کتب	20
آہ.....مولانا محمد رمضان یوسف سلفی	21
طب و صحت	25

ادارہ سے جملہ خط و کتابت پتہ پر نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' پوسٹ اہل حدیث
(المعروف بتی چوک) 106 [illegible] 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زر تعاون بھیجنے کے لیے
میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239

بدل اشتراک
سالانہ	600/- روپے
ششماہی	350/- روپے
بذریعہ وی پی	650/- روپے
بیرونی ممالک سے	6000/- روپے
فی پرچہ	20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''لسٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کا انتقال پر ملال

دینی وعلمی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن وملال کے ساتھ سنی گئی کہ ممتاز اہل قلم مولانا محمد رمضان یوسف سلفی ۷ دسمبر کو بعارضہ قلب انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم کی شخصیت دینی وعلمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ ماہنامہ صدائے ہوش لاہور کے چیف ایڈیٹر' پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی کی مجلس ادارت کے رکن تھے۔ ان کے دینی' علمی' مسلکی اور اصلاحی مضامین کم وبیش ربع صدی سے پاک وہند اور انگلستان کے رسائل وجرائد میں شائع ہو رہے تھے۔ ان کی آٹھ کتابیں (۱) چار اللہ کے ولی (۲) مولانا عبدالوہاب دہلوی اور ان کا خاندان (۳) عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے اہل حدیث کی مثالی خدمات (۴) مولانا محمد اسحاق بھٹی حیات وخدمات ودیگر چھپ چکی ہیں۔ جنہیں علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ دو کتابیں زیر طبع ہیں۔ خدا کرے ان کی اشاعت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو لکھنے کا خوبصورت سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ مرحوم ممتاز اہل قلم' سنجیدہ فکر صحافی' صاحب مطالعہ' اچھے مقالہ نویس اور معروف شخصیت نگار تھے۔ ان کی تحریروں میں پختگی' جاذبیت' معلومات میں فراوانی اور تنوع پایا جاتا ہے۔ شخصیت پر لکھنے میں انہیں ملکہ حاصل تھا اور یہ چیز مؤرخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی رہنمائی اور ہم نشینی سے حاصل ہوئی۔ عرصہ سے مرحوم کے ساتھ ہمارے دینی ودوستانہ تعلقات قائم تھے' وہ جب بھی لاہور تشریف لاتے تو ملاقات کے لیے ۱۰۶ راوی روڈ ضرور قدم رنجہ فرماتے۔ جماعتی مرکز کی وسعت وخوبصورتی اور پیغام ٹی وی کے اجراء پر قائدین کی بیحد تحسین کے ساتھ ساتھ دعائیں بھی دیتے۔ علمی کاموں کے سلسلہ میں ایک دو بار میرے پاس گوجرانوالہ بھی تشریف لائے اور دیر تک ہم نشینی فرماتے رہے۔ میں جب بھی بیرون ملک کے سفر سے واپس آتا تو کہتے کہ سفر نامہ ضرور لکھیے۔ میں کہہ دیتا کہ طبیعت ادھر نہیں آتی۔ میں نے تین چار بار انگلستان کا سفر کیا ہے مگر سفر نامہ ایک ہی بار لکھا جو تین تین قسطوں میں ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم اور ہفت روزہ اہل حدیث لاہور میں شائع ہوا۔ سعودی عرب تو کئی بار عمرہ اور حج کے لیے جانا ہوا ہے مگر سفر نامہ دو بار ہی لکھا۔ مولانا مرحوم سفر نامہ پڑھ کر بہت خوش ہوتے اور دعائیں دیتے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ' مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے اور اللہ پاک ان کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

عمران خان ریلی کی دھمکی دے کر عدالت سے اپنی مرضی کا فیصلہ لینا چاہتے ہیں۔ امیر محترم

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ عمران خاں عدالت سے اپنی مرضی کا فیصلہ لینا چاہتے ہیں۔ ایک بار پھر سڑکوں پر آنے کی دھمکی عدلیہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش ہے۔ پانامہ کیس میں معزز ججز کے بیانات کی تضحیک توہین عدالت کے مترادف ہے۔ ملک افراتفری کی سیاست کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اتوار کے روز مرکز 106 راوی روڈ میں مرکزی مجلس عاملہ، کابینہ وضلعی امراء وناظمین کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جس میں چاروں صوبوں، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر سمیت ملک بھر سے ارکان کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس میں ترکی میں دہشت گردی کے واقعات، کشمیر میں بھارتی مظالم کی شدید مذمت کے علاوہ ڈاکٹر ذاکر نائیک کی تنظیم پر بھارتی پابندی کے خلاف قرارداد منظور کی گئی اور اس فیصلے کو بھارتی مسلم دشمنی اور متعصبانہ قرار دیا گیا۔ طیارہ حادثہ کو قومی سانحہ قرار دیا گیا اور مرحومین کی مغفرت کے لیے دعا بھی کی گئی۔ اجلاس میں اہل حدیث یوتھ فورس کے ناراض ارکان سے مذاکرات کی ضرورت پر اتفاق کیا گیا۔ پروفیسر ساجد میر نے اجلاس کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پانامہ کیس میں معزز ججز کے بیانات کی تضحیک توہین عدالت کے مترادف ہے۔ عمران خاں کو عدالت سے نہیں عدم شواہد پر مایوسی ہوئی ہے۔ کیس بھی منطقی انجام تک پہنچے گا اور ساتھ ہی عمران خاں کی سیاست بھی منطقی انجام کی طرف رواں دواں ہے، پھر سڑکوں پر آنے کی دھمکی دے کر گویا وہ عدالت سے اپنی من مرضی کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی عدالتوں پر اعتماد کا اظہار کر کے انہیں رگید چکے ہیں۔ ان کے قول وفعل میں تضاد انصاف کی عملداری کی بجائے افراتفری کی سیاست کے مترادف ہے جس کا انہیں ہی نقصان ہوگا۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ بھارت کشمیر میں ظلم کی انتہا کر رہا ہے۔ اسکے ردعمل میں اسے بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا۔ ایک سوال کے جواب میں انکا کہنا تھا کہ افغانستان کی سرزمین کا پاکستان کے خلاف استعمال ہونا بہت بڑا المیہ ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ ترکی میں بغاوت کی ناکامی پر شکست خوردہ عناصر نے دہشت گردی شروع کرادی ہے۔ مسلم ممالک کو باری باری دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ہم اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ ہماری ہمدردیاں ترکی کے ساتھ ہیں۔ اجلاس میں اہل حدیث یوتھ فورس کے ناراض ارکان سے مذاکرات پر اتفاق کیا گیا اور اس امر پر زور دیا گیا کہ جماعتی ڈسپلن اور دستور کو ہر صورت مقدم رکھا جائے گا اور قیادت کے احترام کے منافی سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔ اجلاس میں تمام ارکان نے پروفیسر ساجد میر کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔ اجلاس میں سینئر نائب امیر مولانا علی محمد ابوتراب، حاجی عبدالرزاق، مولانا شریف چنگوانی، مولانا نعیم بٹ، حافظ عبدالستار حامد، قاری عبدالحفیظ، مولانا عبدالباسط شیخوپوری، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، ڈاکٹر محمد حماد لکھوی، مولانا سعید کلیروی، مولانا عبدالرحمن آزاد، رانا خلیق خاں پسروری' سید عتیق الرحمن شاہ، صدر یوتھ فورس حافظ فیصل افضل شیخ، سیکرٹری حافظ عامر صدیقی، طاہر شیخ، حافظ آصف مجید، رانا نصراللہ، حافظ یونس آزاد، خالد علوی، مولانا یاسین راہی، مولانا ابوبکر حنیف، ڈاکٹر ذاکر شاہ، مولانا صدیق بالاکوٹی، دانیال شہاب الدین، عامر نجیب، مولانا عرفان اللہ ثنائی، مفتی اسلم ناگرہ، حافظ عبدالحمید بٹ، امتیاز مجاہد، مولانا فضل الرحمن مدنی، مولانا طارق محمود یزدانی سمیت دیگر ارکان نے شرکت کی۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میں پنجوں پیر نیشنل ہائی وے
Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: markaz.dirasat@gmail.com

آلات الیکٹرونک میڈیا کی خرید و فروخت

سوال دور حاضر میں الیکٹرونک میڈیا کی افادیت واہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں ٹی وی، کمپیوٹر، موبائل فون، پروجیکٹر، ڈش اور میموری کارڈ وغیرہ کا کاروبار ہوتا ہے، کیا ان کی خرید و فروخت جائز ہے اور ان کی مرمت کر کے اجرت لینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب اشیائے صرف کی دو اقسام ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- ایسی اشیاء جو ذاتی طور پر ناجائز اور حرام ہیں، انہیں ہر صورت میں استعمال کرنا ناجائز ہے خواہ وہ بظاہر اچھے مقاصد کے لیے ہی کیوں نہ ہوں۔ مثلاً آلات موسیقی، شراب کی جملہ اقسام اور سگریٹ، بیڑی، بھنگ، چرس وغیرہ۔ یہ تمام اشیاء ذاتی طور پر حرام ہیں اور ان کا استعمال بھی ناجائز ہے۔
- ایسی اشیاء جو ذاتی طور پر حرام یا ناجائز نہیں بلکہ شرعی حکم ان کے استعمال پر ہوتا ہے۔ جیسے آلات حرب مثلاً بندوق یا کلاشنکوف وغیرہ، اگر انہیں جہاد کے لیے استعمال کیا جائے تو باعث ثواب، اگر ذاتی طور پر اپنے بچاؤ کے لیے استعمال کیا جائے تو جائز اور اگر انہیں تخریب کاری یا دہشت گردی کے لیے استعمال کیا جائے تو ناجائز اور حرام ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کے متعلق فرمایا ہے: ''گھوڑے تین قسم کے ہیں، کسی شخص کے لیے ثواب کا ذریعہ، کسی کے لیے بچاؤ کا سبب اور کسی کے لیے گناہ کا باعث ہوتے ہیں۔'' (بخاری، الجہاد: ۲۸۶۰)

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے استعمال پر تین حکم لگائے ہیں:

- جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے انہیں باندھا تو باعث ثواب ہے۔
- اگر اپنی ضرورت کے لیے انہیں رکھا تو جائز اور مباح ہیں۔
- اگر فخر و جاہات اور نمود و نمائش کے لیے رکھا تو حرام اور گناہ ہیں۔

یہ تفصیل حدیث میں موجود ہے، یہی تفصیل گدھوں کے متعلق بتائی گئی ہے۔ (بخاری، الاعتصام: ۷۳۵۶)

سوال میں مذکورہ اشیاء بھی مشینی آلات ہیں ان کے جائز و ناجائز ہونے کا حکم ان اشیاء پر نہیں بلکہ ان کے استعمال پر ہے۔ جیسا استعمال ہوگا اس کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ اگر جائز کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے تو ان کی خرید و فروخت جائز اور ان کی مرمت پر اجرت لینا بھی مباح ہے۔ اگر ناجائز کام کے لیے ہیں تو ان کی تنصیب اور مرمت پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی کر دینا ضروری ہے کہ اگر انسان کو یقینی علم ہے کہ صارف انہیں غلط استعمال کرے گا تو ایسے شخص کو یہ آلات دینا جائز نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس صورت میں ظلم اور گناہ کے کاموں میں تعاون کرنا ہے جو جائز نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ''تم نیکی اور تقویٰ کے متعلق ایک دوسرے کا تعاون کرو لیکن گناہ اور زیادتی کے کاموں میں کسی کی مدد نہ کرو۔'' (المائدہ)

بہر حال جو آلات صرف معصیت اور گناہ کے لیے متعین ہیں ان کی خرید و فروخت اور ان کی مرمت پر اجرت جائز نہیں اور جو صرف گناہوں کے لیے نہیں بلکہ ان کا استعمال جائز اور ناجائز دونوں طرح ہے تو ایسے آلات کی خرید و فروخت بھی جائز ہے اور ان کی مرمت پر اجرت لینا بھی مباح ہے۔ واللہ اعلم!

مساجد میں سماجی تقاریب کا انعقاد

سوال ہمارے ہاں شادی کی تقاریب شادی ہال میں ہوتی ہیں، کچھ دیندار اور مذہبی رجحان رکھنے والے حضرات اسے مساجد میں منعقد کرتے ہیں، کھانے وغیرہ کا اہتمام بھی مسجد میں ہوتا ہے، مساجد میں اس قسم کی سماجی تقاریب کی شرعی حیثیت واضح کریں۔

جواب بلاشبہ دین اسلام میں مساجد کی بہت اہمیت وافادیت ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ مقامات مساجد ہیں۔'' (مسلم، المساجد: ۱۵۲۸)

ان کی تعمیر اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کے لیے کی جاتی ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ''یہ جو مساجد ہیں انہیں پیشاب اور گندگی سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے، یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور قراءت قرآن کے لیے ہیں۔'' (مسلم، الطہارۃ: ۱۶۶۱)

اس مرکزی مقصد کے علاوہ دیگر مقاصد کے لیے بھی انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں رہنمائی کی ہے کہ دیگر کونسے مقاصد ہیں جن کے لیے مسجد کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً

- عسکری تربیت (بخاری، الصلوٰۃ: ۴۵۴)
- خیمہ برائے مریض (بخاری، الصلوٰۃ: ۴۶۳)

- محفل نعت خوانی (بخاری' الصلوٰۃ: ۴۵۳)
- ستانے کے لیے لیٹنا (بخاری' الصلوٰۃ: ۴۷۵)
- علمی مجالس (بخاری' الصلوٰۃ: ۴۷۴)
- تادیبی کارروائی (بخاری' الصلوٰۃ: ۴۶۱)

مسجد میں نکاح بھی پڑھا جا سکتا ہے لیکن اسے مسنون قرار دینا اور اس کے لیے باقاعدہ تحریک چلانا محل نظر ہے۔ اس سلسلہ میں ایک روایت پیش کی جاتی ہے جسے محدثین عظام نے قابل حجت قرار نہیں دیا۔ امام ترمذی نے ''اعلان نکاح'' کے عنوان میں بیان کرتے ہیں کہ نکاح کا اعلان کرو اور مساجد میں اس نکاح کا اہتمام کیا جائے۔ (ترمذی' النکاح)

اس روایت میں عیسیٰ بن میمون ایک راوی ہے جسے محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے' خود امام ترمذی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ امام بیہقی نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔ (بیہقی: ج ۷' ص ۲۹۰)

البتہ اعلان نکاح والی بات صحیح اور ثابت ہے' اس اعلان نکاح کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب وقبول اہل اسلام کی مجلس میں کیا جائے' اس کے لیے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جائے تا کہ عام لوگوں کو اس کا علم ہو جائے کہ فلاں شخص کا نکاح فلاں خاتون سے ہوا ہے۔ اس طرح ناجائز تعلقات کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ روایت مذکور کا یہ حصہ صحیح سند سے ثابت ہے جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کی ہے۔ (ارواء الغلیل: ج ۷' ص ۵۰) غالباً امام ترمذی نے پہلے جملے کی وجہ سے اسے حسن قرار دیا ہے کیونکہ اس کی تائید سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت سے ہوتی ہے۔ (ترتیب صحیح ابن حبان: ج ۷' ص ۱۴۷)

علامہ البانیؒ نے بھی اس امر کی وضاحت کی ہے۔ (آداب الزمان: ص ۹۷)

ہمارے رجحان کے مطابق مسجد میں نکاح پڑھانے کی اجازت ہے لیکن اسے سنت کا درجہ دینا درست نہیں۔ کیونکہ اس عمل کے مسنون ہونے کی روایت صحیح سند سے ثابت نہیں۔ (الاحادیث الضعیفہ: ج ۲' ص ۴۱۰۔ حدیث نمبر ۹۷۸)

لیکن اس کے لیے بھی شرط ہے کہ مسجد کے تقدس کو مجروح نہ کیا جائے' فوٹو گرافی اور فلم بندی سے اجتناب کرتے ہوئے سادگی کے ساتھ اس فریضہ کو مسجد میں ادا کیا جا سکتا ہے۔

البتہ تقریب میں کھانے پینے اور دیگر سماجی ومعاشرتی رسوم کے لیے گھر' ہوٹل' ریسٹورنٹ' کھلے میدان' میرج ہال اور کھلی گلی میں اہتمام کیا جائے' مساجد میں عقیقہ' ختنہ' سالگرہ اور بارات وغیرہ کی تقاریب نہیں ہونی چاہئیں کیونکہ ایسا کرنا ان کے تقدس کے خلاف اور ادب واحترام کے منافی ہے۔ البتہ کسی مسافر' معتکف اور ضرورت مند کی مہمان نوازی مسجد میں کی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم!

دوران احرام کمر پر بیلٹ باندھنا

سوال میں نے عمرہ کرنے کے لیے سعودیہ جانا ہے' احرام کی کیا پابندیاں ہیں' نیز اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کہ دوران احرام بیلٹ باندھا جا سکتا ہے تا کہ اپنے ضروری کاغذات اور رقم وغیرہ کی حفاظت کی جا سکے۔

جواب ضروری کاغذات اور اپنی رقم کی حفاظت کے لیے بیلٹ یا مخصوص کپڑے کو دوران احرام باندھا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ محرم انسان کونسے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جائز چیزوں کی تفصیل بتانے کی بجائے احرام میں ممنوع اشیاء کی نشاندہی فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم انسان قمیص' پگڑی' شلوار' ٹوپی اور موزے نہ پہنے' ہاں اگر جوتا نہ ملے تو موزے پہن لے لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے نیز ایسا کپڑا نہ پہنے جسے زعفران یا ورس لگی ہوئی ہو۔'' (بخاری' الحج: ۱۵۴۲)

احرام کے متعلق مذکورہ پابندیاں صرف مرد حضرات کے لیے ہیں البتہ عورتیں صرف زعفرانی اور ورس زدہ کپڑوں سے اجتناب کریں' اس کے علاوہ نقاب اوڑھنے پر پابندی ہے لیکن جب غیر محرم سامنے آئے تو پردہ کرنا بھی ضروری ہے۔

اس حدیث میں صرف ممنوع اشیاء کو بیان کیا گیا ہے' ان میں بیلٹ پہننے کی وضاحت نہیں لہٰذا دوران احرام اسے پیٹ پر باندھا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ حفاظت کے لیے مخصوص اشیاء کا استعمال بھی آثار سلف سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ بیان کرتے ہیں' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''محرم آدمی پھولوں کی خوشبو سونگھ سکتا ہے اور آئینہ بھی دیکھ سکتا ہے اور کھانے کی اشیاء مثلاً تیل' گھی کو بطور دوا استعمال کر سکتا ہے۔''

امام عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ محرم آدمی انگوٹھی پہن سکتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بحالت احرام طواف کیا' اس دوران انہوں نے اپنے پیٹ پر کپڑا باندھ رکھا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کے لیے بحالت احرام جانگھیا پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں خیال کیا جو آپ کا ہودج اونٹ پر رکھا کرتے تھے۔ (بخاری' الحج' قبل حدیث نمبر ۱۵۳۷)

واضح رہے کہ خوشبو کی چند اقسام حسب ذیل ہیں:

- اس میں زعفران یا ورس کی ملاوٹ ہوتی ہے' اسے عام طور پر عورتیں استعمال کرتی ہیں' یہ خوشبو مردوں کے لیے کسی حالت میں جائز نہیں خواہ احرام سے پہلے ہو یا بعد میں۔
- اس میں کسی چیز کی ملاوٹ نہیں ہوئی' اس کے استعمال کی دو صورتیں ہیں (ا) احرام سے پہلے آدمی اسے استعمال کر سکتا ہے اگرچہ اس کے اثرات' احرام کے بعد بھی موجود رہیں۔ (ب) احرام کے بعد اسے استعمال کرنا جائز نہیں۔
- وہ خوشبو جسے وقتی طور پر سونگھا جا سکتا ہے جیسے پھول وغیرہ' انہیں دوران احرام بھی سونگھنے کی اجازت ہے۔

بہرحال دوران احرام بیلٹ باندھنا جائز ہے اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ واللہ اعلم

نفس کی اصلاح کا طریقہ

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالباری الثبیتی حفظہ اللہ

مترجم: جناب محمد عاطف الیاس — ترجمانی: جناب عدیل احمد آزاد — تاریخ: 10 ربیع الاول 1438ھ / 9 دسمبر 2016ء

حمد وثناء کے بعد:

میں خود کو اور آپ سب کو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ یہی برائی سے بچنے کا، نجات اور کامیابی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴾ (ال عمران)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔''

تغیر وتبدل زندگی کا وہ خاصا ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی چیز اپنی جگہ پر نہیں ٹھہرتی۔ زندگی میں کبھی صحت نصیب ہوتی ہے تو کبھی بیماری کا سامنا ہوتا ہے۔ کبھی اتار ہوتا ہے تو کبھی چڑھاؤ، کبھی عزت کبھی ذلت، کبھی بھوک کبھی پرشکم، کبھی فقر وفاقہ کبھی بے نیازی، کبھی شادی کبھی طلاق، کبھی امن کبھی خوف، کبھی رنج کبھی خوشی اور کبھی اقتصادی اتار چڑھاؤ۔

یہ اتار چڑھاؤ زندگی کا خاصا ہے۔ اس سے بچنا ممکن نہیں۔ یہ ہمیں تاریخی واقعات میں بھی صاف نظر آتا ہے۔ تاہم جب کمزور انسان کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے تو وہ غم اور پریشانی اپنے اوپر طاری کر لیتا ہے۔ وہ بدشگونی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس کی ہمت پست ہو جاتی ہے اور وہ سنجیدگی وتوانائی کے ساتھ زندگی میں آگے بڑھنے کے قابل نہیں رہتا۔

مسلمان کے عقیدے کی ایک اہم شق یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لائے اور یہ جانے کہ ہر برائی اور ہر بھلائی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ مسلمان کے لیے لازمی ہے کہ وہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہونے پر یقین کرے۔ حالات تبدیل کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اس میں کسی انسان کا کوئی کردار نہیں۔

مشکلات سے نمٹنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تقدیر پر ایمان لایا جائے اور مکمل عزم وہمت کے ساتھ محنت کی جائے، رزق تلاش کیا جائے اور زندگی میں محنت کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''خوب جان رکھو کہ اگر ساری امت بھی تجھے نفع دینے کے لیے اکٹھی ہو جائے تو بھی وہ تجھے وہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حصے میں لکھ دیا ہے۔ اگر وہ تجھے نقصان پہنچانے کے لیے اکٹھی ہو جائے تو بھی وہی نقصان پہنچا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے''

نبی اکرم ﷺ کی اس نصیحت میں تلقین کی گئی ہے کہ زندگی اور آخرت کے ہر معاملے میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیا جائے۔ اللہ پر اعتماد کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے سوال نہ کیا جائے اور کسی سے امید بھی نہ لگائی جائے۔ جس طرح زبان اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارتی، اسی طرح دل بھی اللہ کے سوا کسی کے ساتھ نہ جڑے۔ اگر زبان کے ساتھ ساتھ دل کا بھی یہ حال ہو جائے تو انسان عزت بھی کما لیتا ہے اور فضیلت بھی حاصل کر لیتا ہے، جبکہ مخلوق سے امیدیں لگانے والے کو ذلت اور رسوائی ہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''جس شخص کو فقر وفاقہ کا سامنا ہوا اور وہ اس کی شکایت لوگوں سے کرے، اس کا فاقہ کبھی ختم نہیں ہوتا، جو اپنے فقر وفاقہ کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کرے، اللہ تعالیٰ اسے جلد یا بدیر اچھا رزق عطا فرما دیتا ہے۔''

بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اچھا گمان رکھے اور یقین کرے کہ تقدیر اللہ تعالیٰ کی عظیم حکمتوں کے تابع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مکمل عدل اور حد درجہ رحمت کے ساتھ نافذ فرماتا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے فقیر کر دیتا ہے، جسے چاہتا ہے بے نیاز کر دیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔

مؤمن ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر راضی رہتا ہے اور چونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے تو وہ اپنے حال پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اپنے مستقبل کے بارے میں فکرمند نہیں رہتا۔

تقدیر پر ایمان کا مطلب یہ نہیں کہ حالات کی سختی کے سامنے ہاتھ کھڑے کر دیے جائیں اور زندگی کی روٹین مایوسی اور رضامندی کے ساتھ چلائی جائے، بلکہ تقدیر پر ایمان کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ تقدیر کو تقدیر سے دور کیا جائے، مکمل صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ اسباب پر عمل کیا جائے اور حالات کو بہتر بنانے کی کوشش میں رہا جائے۔ ذرا سوچیے! کتنے فقیروں کو اللہ تعالیٰ نے بے نیاز فرما دیا ہے؟ کتنے مصیبت زدوں کو اللہ تعالیٰ نے نعمتوں سے نواز دیا ہے؟ کتنے غم زدوں کو اللہ تعالیٰ نے خوشیوں سے نواز دیا ہے؟ کتنے مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے صحت وعافیت کی پوشاک پہنا دی؟ اور کتنے مظلوموں کو دنیا ہی میں ظالم سے انتقام لے دیا ہے؟

جب حالات اچانک تبدیل ہوتے ہیں تو انسان احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہاں! نماز پڑھنے والے اس کیفیت سے محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝ إِلَّا

الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝﴾ (المعارج)

''انسان بے صبرا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے۔ جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔ مگر وہ لوگ (اس عیب سے بچے ہوئے ہیں) جو نماز پڑھنے والے ہیں۔ جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔''

ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان چیزوں کے تجزیے میں اس قدر مشغول ہو جاتا ہے کہ اسے حالات بہتر بنانے کی ہوش ہی نہیں رہتی۔ وہ چیزوں کے اسباب کی تلاش میں لگا رہتا ہے اور امیدوں کے سراب میں گم رہتا ہے۔ اس طرح وقت ضائع کرتا رہتا ہے اور بے فائدہ چیزوں میں عمر لگا بیٹھتا ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''نفع بخش چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش میں رہو۔''

یہی صحیح طریقہ ہے۔ رہا شکایتیں کرنا، ہمیشہ ناراض رہنا، زمانے پر برائی کے الزام دھرتے رہنا اور معاشرے کی منفی چیزوں کو ابھارنا، تو اس سے ہمت کا خون ہو جاتا ہے، عزیمت پاش پاش ہو جاتی ہے اور ترقی رک جاتی ہے۔

مؤمن کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ محض اپنی رائے کی بنا پر چیزوں کا فیصلہ نہیں کرتا، کیونکہ بہت سی مشکلات میں بھلائی چھپی ہوتی ہے اور کتنی ہی مصیبتیں نعمتیں لے کر آتی ہیں۔

سمجھ دار مسلمان یقین رکھتا ہے کہ زندگی کا اتار چڑھاؤ حقیقت میں ایک عظیم نعمت ہے، جس کی وجہ سے بھلی توقع کا دروازہ اور امید کی کھڑکی ہمیشہ کھلی رہتی ہے۔ اسی کی وجہ سے کامیابی اور تعمیر وترقی کے مواقع موجود رہتے ہیں۔ جب حالات سخت اور تنگ ہو جاتے تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کو بشارتیں دیتے اور ایسے الفاظ استعمال کرتے کہ لوگوں میں کامیابی کا یقین بڑھ جاتا۔

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آکر فقر وفاقہ کی شکایت کی۔ پھر ایک دوسرے شخص نے راستے میں ڈکیتی کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عدی! کیا تم نے حیرہ کا مقام دیکھا ہے؟'' میں نے کہا: دیکھا تو نہیں! تاہم اس کے بارے میں سنا ضرور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہیں طویل زندگی نصیب ہوئی تو تم عورت کو دیکھو گے کہ وہ حیرہ سے بیت اللہ کے طواف کے لیے آئے گی اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی۔'' میں نے دل ہی دل میں کہا: قبیلہ طیٔ کے ڈکیت پھر کہاں چلے جائیں گے؟ جنہوں نے زمین کو جہنم بنا رکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھے زندگی ملی تو تم یہ بھی دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے کھل جائیں گے'' میں نے کہا: کسریٰ بن ہرمز؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! کسریٰ بن ہرمز۔ اگر تجھے زندگی ملی تو تم یہ بھی دیکھو گے کہ بندہ ہاتھ بھر کر سونا یا چاندی اللہ کی راہ میں دینا چاہے گا تاہم اس سے کوئی لینے کے لیے تیار نہ ہوگا اور اسے کوئی لینے والا نہ ملے گا۔''

اے مسلمان بھائیو! مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ بہتری کی کوشش میں رہے۔ اپنے نفس کو، رویے کو اور اپنی زندگی کو بہتر کرنے کی کوشش میں رہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زندگی کی برائیاں گھٹانے کی کوشش میں رہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کی اور صحابہ کرام کی زندگی کی بہت سی چیزیں بدلیں۔

حرب نامی شخص کا نام سلم، یعنی امن رکھ دیا۔ شعب ضلالت کا نام شعب ہدایت رکھ دیا۔ بنی مغویہ کا نام بنی راشدہ رکھ دیا۔ آپ ﷺ برے نام والی جگہوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے گئے تو مدینہ کا نام یثرب تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام طیبہ رکھ دیا۔

آپ ﷺ نے غلط عقائد کو بھی تبدیل کیا۔ مثال کے طور پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ بانجھ کس کو کہتے ہو؟'' کہا: ہم بانجھ اسی کو کہتے ہیں جس کی کوئی اولاد نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بانجھ نہیں بلکہ بانجھ تو وہ شخص ہے کہ جس کا کوئی بچہ بچپن میں فوت نہیں ہوا''، پھر پوچھا: ''پہلوان کس کو سمجھتے ہو؟'' کہا: ہم پہلوان اسی کو سمجھتے ہیں کہ جس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پہلوان نہیں بلکہ پہلوان تو وہ ہے کہ جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔''

ایسا بھی ہوتا ہے کہ منفی سوچ انسان پر حاوی ہو جاتی ہے، وہ سمجھنے لگتا ہے کہ اب وہ اپنے آپ کو بہتر نہیں کر سکتا۔ یہ تبدیلی میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کی وجہ سے انسان پیچھے ہٹنے لگتا ہے۔ اس منفی سوچ کو مثبت کرنا چاہیے اور ایسی سوچ اپنانی چاہیے کہ جس سے انسان کے دل ودماغ میں یہ بات ٹھیک طرح بیٹھ جائے کہ زندگی محنت کے قابل ہے اور ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل ہے چاہے وہ بہت بڑی کیوں نہ ہو۔

بلند ہمت لوگ اپنی زندگی کے معاملات میں بہتر تبدیلی لاتے ہیں۔ لڑائیاں اور جھگڑوں کو محبت، اخوت اور بھائی چارہ میں بدل دیتے ہیں۔ برے دوستوں کو اچھے دوستوں سے تبدیل کر لیتے ہیں۔ دین کی منافی اور بری عادات وتقالید سے بھی ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔

اے مسلمان بھائیو! مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ بہتری کی کوشش میں رہے۔ اپنے نفس کو، رویے کو اور اپنی زندگی کو بہتر کرنے کی کوشش میں رہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زندگی کی برائیاں گھٹانے کی کوشش میں رہے۔

تبدیلی کا اہم ترین مرحلہ اپنی ذات اور اپنے نفس کی تبدیلی کا ہے۔ یہیں سے اُمت میں تبدیلی شروع ہوتی ہے۔ وہ امت کہ جو آج فقر وفاقہ، دقیانوسیت اور پستی کا شکار ہے۔ تبدیلی کا دوسرا مرحلہ علم کا ہے۔ علم، جو تہذیبوں کی بنیاد ہے اور ان کی ترقی کا ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (الرعد)

''اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔''

بہتری کی طرف بڑھنے کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ نیت صاف کر لی جائے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (فصلت)

''تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ باندھا تھا، تمہیں لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے۔''

باقی صفحہ 14 پر

آقائے دوجہاں محمد رسول اللہ ﷺ

تحریر: جناب حافظ عبدالغفار ریحان

ماہِ ربیع الاول میں آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اسی ماہ میں آپ کی وفات حسرت آیات ہوئی۔ اس مناسبت سے اس مہینے میں عموماً لوگ سیرت النبی ﷺ کانفرنسز، سیرت سیمینارز، جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ اور محافل کا انعقاد کرتے ہیں، بعض لوگ جلوس بھی نکالتے ہیں۔ ان تمام پروگراموں میں رسول مکرم ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلو اجاگر کیے جاتے ہیں، آپ کی شان بیان کی جاتی ہے، آپ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ ہوتا ہے، آپ کے اخلاق عالیہ کا ذکر ہوتا ہے، آپ کے ظاہری حسن و جمال کا بیان ہوتا ہے۔ آپ کے باطنی فضل و کمال کو بیان کیا جاتا ہے۔ دندان مبارک کا ذکر ہوتا ہے، آپ کی زلفوں کا تذکرہ ہوتا ہے، آپ کے رخ انور کا ذکر ہوتا ہے، آپ کے فضائل و کمالات کو بیان کیا جاتا ہے۔ یہ سب چیزیں برحق ہیں اور ان کا کثرت سے بیان ہونا چاہیے، یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ مگر غور طلب بات یہ ہے کہ ان سارے فضائل و خصائل، مناقب و شمائل، جمال و کمال، اخلاقِ عالیہ اور اوصافِ حمیدہ کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر رفعتوں، بلندیوں اور کمالات سے نوازا ہے کہ کوئی ان کے انکار کی جرأت نہیں کرسکتا۔ جس طرح مسلمانوں نے آپ کی سیرت اور آپ کی شخصیت کے عنوان پر کتابیں لکھی ہیں اسی طرح غیر مسلم حضرات نے بھی تحریر کی ہیں۔ جس طرح مسلمان شعراء نے آپ کی نعت گوئی کی ہے اسی طرح غیر مسلم شعراء نے بھی آپ ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ بلکہ آپ کا بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کے بارے میں کوئی غیر اخلاقی الزام نہیں دھر سکا اور نہ ہی آئندہ گھڑ سکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنایا ہی:

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

بلکہ اللہ رب العزت نے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ فرما کر آپ کی رفعت و منزلت کی ضمانت دے دی ہے کہ چاند کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کا تھوک واپس اسی کے منہ پر آ گرتا ہے۔

پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ آپ کی مخالفت پر اتر آئے۔ اختلاف بڑھا، بات دشمنی تک پہنچی، حتیٰ کہ آپ کی جان لینے پر اتر آئے اور آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پیغام تھا کہ حقیقی اور سچا معبود صرف ایک ہے۔ داتا، مشکل کشا، حاجت روا، گنج بخش، مختار کل، معبود و مسجود صرف وہی ایک ہے۔ حاجات، مناجات، طلبات، دعاؤں اور التجاؤں کا مرکز و محور صرف وہی ایک ہے۔ یہی وہ مقصد ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے جن و انس کی تخلیق فرمائی۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات)

''اور میں نے جن و انس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

یہی وہ پیغام تھا جو آپ سے قبل تمام انبیاء کی دعوت کا محور رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ (الانبیاء: ۲۵)

''اور آپ سے قبل ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف ہم یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں پس تم میری عبادت کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کا نام لے کر ان کی دعوت کا ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا: (ترجمہ)

''یقیناً ہم نے سیدنا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

اور فرمایا: (ترجمہ)

''اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی سیدنا ہود علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

''اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی سیدنا صالح علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔'' (سورۃ اعراف: ۷۳)

''اور اہل مدین کی طرف ان کے بھائی سیدنا شعیب علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ (سورۃ اعراف: ۸۵)

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے جب نبوت و رسالت سے سرفراز ہونے کے بعد کوہِ صفا کے پاس اہل مکہ کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ﴾

تو لوگ بھڑک اٹھے، وہی جو چند لمحے قبل آپ کی تعریف و توصیف میں کہہ رہے تھے کہ ہم نے تو ہر حال میں آپ کو سچا پایا ہے۔

[مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا] (بخاری)

آپ کا پیغام سن کر وہ آپ کے دشمن بن گئے، حضرت ورقہ بن نوفل نے غار حراء میں آپ ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کا احوال سن کر فرمایا تھا:

[لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ] (صحیح بخاری حدیث: ۳)

''جس طرح کا آپ پیغام لے کر آئے ہیں اس طرح کا جو بھی پیغام لے کر آیا اس سے دشمنی روا رکھی گئی۔''

لیکن وہ لوگ جس طرح اس پیغام سے پہلے آپ کی صداقت و امانت کے معترف تھے، اس پیغام کے بعد بھی وہ آپ کی صداقت و دیانت، اوصاف حمیدہ، اخلاق عالیہ اور دیگر کمالات کے معترف رہے۔ ان کو اگر دشمنی تھی تو صرف آپ کے پیغام کی وجہ سے تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا

اللہ رب العزت نے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ فرما کر آپ کی رفعت و منزلت کی ضمانت دے دی ہے کہ چاند کی طرف منہ کر کے تھوکنے والے کا تھوک واپس اسی کے منہ پر آ گرتا ہے۔

فرمان ہے:

﴿قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾ (انعام: ۳۳)

''یقیناً ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتیں آپ کو غمگین کرتی ہیں پس بے شک وہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے لیکن ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے ان کی دشمنی کے باوصف، ترغیب وترہیب کے باوجود اللہ کی توحید کے پیغام میں کوئی لچک نہیں دکھائی، کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کیا، کفار تو سمجھوتہ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ﴾ (قلم: ۹)

''وہ تو چاہتے ہیں کہ اگر آپ نرم پڑ جائیں تو وہ بھی نرمی اختیار کریں۔''

بلکہ کفار نے مفاہمت اور سمجھوتے کی کوشش کی اور کہا کہ کچھ عرصہ آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور کچھ عرصہ ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ نازل فرمائی۔ (سیرت ابن ہشام: ۱/۳۶۲، فتح القدیر للشوکانی: ۵/۵۰۸)

دوسری طرف دھمکی آمیز رویہ بھی جاری رکھا اور جناب ابوطالب نے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سخت رویہ اپنایا اور ابوطالب نے آپ ﷺ سے کہا کہ ''اب مجھ پر اور خود اپنے آپ پر رحم کرو اور اس معاملے میں مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میرے بس سے باہر ہو تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند لا کر رکھ دیں تو تب بھی میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا یہاں تک کہ یا تو اللہ اس مشن کو غالب کر دے یا میں اس کی راہ میں جان قربان کر دوں۔ (مختصر السیرۃ للشیخ محمد بن عبدالوہاب ص ۶۸)

آپ نے قریش کی دشمنی کے نتیجے میں مکہ مکرمہ کو چھوڑنا قبول کر لیا مگر اللہ کے پیغام کو ترک کرنا گوارا نہ کیا۔ مدینہ پہنچ کر بھی کفار کی جو لڑائیاں آپ کے ساتھ تھیں وہ کسی جائیداد یا چودھراہٹ کیلئے نہ تھیں بلکہ اسی اللہ کے پیغام کی وجہ سے تھیں۔ جنگ احد کے موقع پر جب آپ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں ایک جگہ پناہ لیے ہوئے تھے تو ابوسفیان نے پوچھا، کیا تم میں محمد (ﷺ) ہیں تو آپ نے صحابہ کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا تو آپ نے تب بھی جواب دینے کی اجازت نہ دی۔ پھر جب ابوسفیان نے کہا: ''اعل هبل'' ھبل کی برتری ہو، تب آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب دو۔ صحابہ نے عرض کی، کیا جواب دیں تو فرمایا کہو: ''الله اعلى واجل'' اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا: لنا العزى ولا عزى لكم۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم جواب دو: ''الله مولانا ولا مولى لكم'' (صحیح بخاری: ۴۰۴۳)

غیر اللہ کی بلندی اور غلبے کا ذکر آپ نے برداشت نہ کیا اور فوراً اللہ کی بڑائی اور بلندی کا اظہار فرمایا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر جب آپ فاتحانہ داخل ہو رہے تھے تو آپ کی زبان مبارک پر [لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، لا اله الا الله وحده، انجز وعده، ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده۔] کے الفاظ تھے۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اس نے اکیلے ہی شکست سے دوچار کیا ہے۔

خانہ کعبہ میں داخل ہونے سے پہلے تمام بتوں کو توڑا، اللہ کے گھر کو بتوں کی نجاست سے صاف کرنے کے بعد اندر داخل ہوئے۔

دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو اپنی امت کی فکر تھی کہ کہیں پہلی امتوں کی طرح اس امت میں بھی شرک نہ در آئے، بار بار فرما رہے تھے:

[لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد] (متفق عليه)

''اللہ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔''

اور اپنی امت کو وصیت فرمائی کہ تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ (موطا امام مالک ص ۶۵، بحوالہ الرحیق المختوم ص ۶۲۵) اور فرمایا: [لا تجعلوا قبری عیدا.] میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا۔ (ابوداؤد، حدیث: ۲۰۴۲)

اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی: اللهم لا تجعل قبری وثنا، اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا۔ (مسند احمد وابوداؤد)

بس یہی ایک پیغام تھا محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے جو وجہ اختلاف بنا۔ وگرنہ محمد بن عبداللہ کی حیثیت سے دنیا آج بھی آپ کے کارہائے نمایاں کی معترف ہے، مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے کفار آپ کے پیغام کا انکار کرتے ہیں اور آپ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔

محمد بن عبداللہ کی حیثیت سے دنیا آج بھی آپ کے کارہائے نمایاں کی معترف ہے، مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے کفار آپ کے پیغام کا انکار کرتے ہیں اور آپ پر ایمان نہیں لاتے بلکہ دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ کی حیثیت سے آپ کی ولادت اور آپ کی ذات سے کوئی اختلاف اور دشمنی نہ تھی بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے آپ کی رسالت اور پیغام سے دشمنی تھی اور ہے اور یہی پیغام فرق ہے ایک مومن اور کافر کے درمیان، یہی پیغام فرق ہے آپ کے محب اور معاند کے درمیان۔ آپ کے اس پیغام کو ماننے والے آپ کے ساتھ ہوں گے جنت میں اور آپ کا پیغام نہ ماننے والا جہنم میں ہوگا۔ [من مات وهو يعلم انه لا اله الا الله دخل الجنة.] جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ جانتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۶)

وی پی آر ہا ہے

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فرض ہے۔ (ادارہ)

اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر جناب مولانا عبدالستار

موجودہ زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان انتہائی ذلت و رسوائی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ اس بات کا شکوہ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد ان کے ساتھ کیوں نہیں آتی اور انہیں قوت و غلبہ اور اقوام عالم میں عزت اور بلند مقام کب حاصل ہوگا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (روم:۴۷)

''ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی نصرت و مدد کے بغیر ہم کبھی غالب نہیں ہو سکتے خواہ ہم جتنا بھی دنیاوی ساز و سامان اور قوت و لشکر تیار کر لیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (الانفال:۱۰)

''اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔''

لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے اپنی نصرت و مدد کے لئے کچھ شرطیں رکھی ہیں۔ مثلاً اس نے فرمایا ہے:

﴿إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد:۷)

''اگر تم اللہ کے (دین کی) مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔''

یعنی جو مومن بندے اللہ کے دین کی حفاظت اور اس کی تبلیغ و دعوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرتا ہے، انہیں غیر اقوام پر فتح و نصرت عطا کرتا ہے، جیسے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی روشن تاریخ ہے۔ وہ دین کے ہو گئے تھے تو اللہ بھی ان کا ہو گیا تھا، انہوں نے دین کو غالب کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی دنیا پر غالب فرما دیا۔

جن چیزوں سے اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے ان میں ایک اہم چیز اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنا یا ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر نہ چلنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رسوائی و ذلت مسلط کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (نور)

''جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے۔''

پس ایک مومن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور سنت کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے اس لئے کہ جو اقوال و اعمال اس کے مطابق ہوں گے وہی بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں گے اور دوسرے سب رد کر دیئے جائیں گے۔

پس ایک مومن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور سنت کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے اس لئے کہ جو اقوال و اعمال اس کے مطابق ہوں گے وہی بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں گے اور دوسرے سب رد کر دیئے جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

[من عمل عملا ليس عليه امرنا فهورد] (بخاری)

''جس نے ایسا کام کیا جو ہمارے طریقے پر نہیں تو وہ مردود ہے۔''

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

[وجعل الذلة والصغار على من خالف امری] (رواہ احمد عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ)

''اور اللہ نے ذلت و پستی ان لوگوں کے مقدر کر دی ہے جو میرے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔''

صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت ہی کو اپنے لئے دنیا میں عزت و غلبہ کا سبب اور آخرت میں نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ آپ کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دیتے۔ آپ کے فرمان کو بجا لانے میں ذرا بھی پس و پیش نہ کرتے اور اس پر کوئی مصالحت نہیں کرتے تھے خواہ وہ جنگ کی حالت ہی کیوں نہ ہو، خواہ انہیں اطاعت کی صورت میں بظاہر نقصان نظر آ رہا ہو۔ اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

① جنگ خیبر میں جب کہ صحابہ کرام کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی اور وہ اپنی ہانڈیوں میں گدھے کا گوشت پکا رہے تھے، ان کے پاس اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پہنچا کہ گدھے کا گوشت کھانا منع ہے، چنانچہ انہوں نے بغیر کسی تردد کے اپنی ہانڈیاں الٹ دیں اور اپنی مرغوب غذا کو پھینک دیا۔

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا: گدھوں کو تو لوگ چٹ کر گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے، پھر وہ دوسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: گدھوں کو تو لوگ چٹ کر گئے، آپ خاموش رہے، پھر وہ تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: گدھے فنا ہو گئے۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پکارنے والے کو حکم دیا، اس نے لوگوں میں منادی کی کہ اللہ اور اس کے رسول گدھوں کے گوشت سے تم کو منع کرتے ہیں، چنانچہ اسی وقت ہانڈیاں الٹ دی گئیں، ان میں گدھوں کا گوشت ابل رہا تھا۔ (بخاری، کتاب المغازی)

② اسی طرح جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صحابہ کرام تک پہنچا تو انہوں نے فوراً شراب بہا دی، یہاں تک کہ مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی، جب کہ وہ شراب کے بڑے عادی تھے اور انہیں اس کی لت پڑی ہوئی تھی۔

امام بخاریؒ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں کھڑے ہو کر سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں کو شراب پلا رہا تھا اتنے میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا:

کیا تمہیں خبر پہنچی ہے کہ شراب حرام کر دی گئی؟ سیدنا ابوطلحہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا: انس! ان کوزوں کو بہا دو۔ اس کے بعد جب سے اس آدمی نے خبر دی انہوں نے کبھی شراب کا پوچھا اور نہ پی۔ (بخاری، کتاب التفسیر)

③ اسی طرح سفر میں کسی جگہ قیام کرنے کے آداب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے فرمان کی اطاعت کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح سبقت کی، اس کی مثال ہمیں ابوداؤد کی اس روایت سے ملتی ہے:

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[ان تفرقكم فى هذه الشعاب والأودية انما ذلكم من الشيطان]

''تمہارا ان گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔''

پھر (آپ کے اس فرمان کے بعد) جب لوگ کسی جگہ ٹھہرتے تو بعض بعض سے اس طرح مل کر ٹھہرتا کہ یہ کہا جانے لگا:

[لو بسط عليهم ثوب لعمهم] (ابوداود، كتاب الجهاد)

''اگر ان کے اوپر ایک کپڑا بچھا دیا جائے تو ان سب کو وہ کپڑا ڈھانپ لے گا۔''

④ نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں صرف مرد ہی آگے آگے نہیں رہتے تھے بلکہ صحابیات بھی آپ کے ہر حکم کی اطاعت پوری طرح بغیر کسی تردد و استفسار کے کرتی تھیں۔ اس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں:

☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کی زکوۃ دیتی ہو؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

[ايسرك ان يسورك الله بهما يوم القيامة سوارين من نار؟] (ابوداود)

''کیا تم یہ پسند کرو گی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے بدلے تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟''

یہ سن کر اس نے دونوں کنگن اتار دیئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف پھینک دیا اور کہنے لگی کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

☆ ایک دوسری مثال بھی ملاحظہ فرمائیں جسے امام ابوداؤدؒ نے کتاب الآداب میں سیدنا ابواسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے اور راستے میں مرد، عورتوں کے ساتھ مل گئے تھے، آپ ﷺ نے عورتوں کو فرمایا:

[استاخرن فانه ليس لكن ان تحققن الطريق، عليكن بحافات الطريق]

''تم لوگ (مسجد سے) بعد میں نکلو، اس لئے کہ تمہارے لئے راستے کے بیچ حصہ میں چلنا مناسب نہیں بلکہ تم راستے کے کنارے پر چلو۔''

راوی کہتے ہیں کہ پھر عورتیں دیوار سے چپک کر چلنے لگیں یہاں تک کہ ان کا کپڑا دیوار سے چپکنے کی وجہ سے دیوار سے لٹک جاتا۔

> صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے اور اس سے ذرا بھی انحراف اپنی ہلاکت و بربادی کا موجب سمجھتے تھے۔ وہ اس معاملے میں کسی بھی مصلحت پسندی سے کام نہیں لیتے تھے۔

⑤ آخر میں حالت جنگ میں صحابہ کرام کے جذبۂ اطاعت رسول کی مثال بیان کرتا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے اور اس سے ذرا بھی انحراف اپنی ہلاکت و بربادی کا موجب سمجھتے تھے۔ وہ اس معاملے میں کسی بھی مصلحت پسندی سے کام نہیں لیتے تھے۔ مثلاً اللہ کے رسول ﷺ نے مردوں کے لئے ریشم پہننا اور اسے بچھانا منع فرمایا ہے: حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

[انما يلبس هذه من لاخلاق له فى الآخرة]

''اسے وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا، ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لایا، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے لیا اور پھینک دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا ہے اور خالص ریشم اور موٹا ریشم پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

صحابہ کرام کے سامنے آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود تھا چنانچہ یرموک میں جب مسلمانوں کا لشکر اترا اور رومی فوج کے امیر کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی ملاقات اس کے خیمے میں طے کی گئی جو ریشم سے بنا تھا، جس میں ریشم بچھایا گیا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ ریشم سے بنا ہے اور ریشم کو ہم لوگ اپنے لئے حلال نہیں سمجھتے۔ پھر انہوں نے امیر کو خیمہ سے باہر ایسی جگہ بیٹھنے پر مجبور کر دیا جہاں وہ بیٹھنا چاہتے تھے۔ جب ہرقل تک یہ بات پہنچی تو اس نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا! ارے یہ پہلی ذلت ہے۔ اب شام شام نہ رہے گا، اب رومیوں کی بربادی حتمی ہے۔ (تاریخ طبری، البدایۃ والنھایۃ)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع و اطاعت ہی ہمیں ذلت و رسوائی کے غار سے نکال سکتی ہے اور اللہ کی نصرت و مدد کا ہمیں مستحق بنا سکتی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے سچ کہا ہے کہ یہ امت انہی چیزوں سے درست ہو سکتی ہے جن سے اس امت کے پہلے لوگ درست ہوئے تھے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین کے نقش قدم پر چلیں اور عقائد و عبادات سے لے کر معاملات تک میں رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کی اتباع کریں اور شرک و بدعت سے بچیں، اس میں ہماری کامیابی و کامرانی، فتح و غلبہ کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین!

عمرہ کے لیے روانگی

◉ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ملتان کے ناظم علامہ عنایت اللہ رحمانی ۱۴ دسمبر کو اداینگی عمرہ کے لیے سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ ایئر پورٹ پر ان کے احباب نے گرمجوشی اور دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ آپ کی ۱۱ جنوری ۲۰۱۷ء کو واپسی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کے سفر کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین!

منجانب: قاری طاہر محمود ملتان

ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

تحریر
جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

میں نے کسی دانا کا ایک قول پڑھا تھا بلکہ انہوں نے اپنے قارئین کو مشورہ دیا تھا کہ آپ ہر روز قرآن کریم کا خواہ ایک صفحہ ہی سہی' تلاوت ضرور کیا کریں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کا وقت گزرنے کے ساتھ قرآن سے تعلق کم ہوتا جا رہا ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آپ نے آخری مرتبہ کب قرآن پاک کی تلاوت کی تھی؟ تو جواب میں کندھے اچکاتے ہوئے کہیں گے: یار! کافی دن گزر گئے ہیں' اب ٹھیک طرح سے یاد نہیں کہ کب تلاوت ہوئی تھی۔ وہ بڑے خوش نصیب لوگ ہیں جو ہر روز قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس پر تدبر اور غور وفکر کرتے ہیں۔

یہ دسمبر 2016 کے پہلے ہفتے کی بات ہے کہ میں نے حسب معمول قرآن کریم کی تلاوت کرنا چاہی۔ قرآن پاک کو کھولا تو سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 177 سامنے آ گئی۔ میں نے اسے پڑھا اور پھر کتنی ہی بار پڑھتا چلا گیا۔ اس آیت کریمہ میں اسلام کی مبادیات سمیٹ کر رکھ دی گئی ہیں۔ میں تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کے معانی پر بھی غور کرتا چلا گیا۔ جس مسجد میں میں نماز پڑھتا ہوں وہاں میں نے مسجد میں ہی قرآن پاک کی تفسیر اور لفظی ترجمہ رکھا ہوا ہے۔ میں نے اسے کھولا اور اس آیت کے مطالب اور معانی' تفسیر پڑھتا چلا گیا۔ جب میں آیت کے ان الفاظ پر پہنچا: ﴿وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ تو میں نے آنکھوں کو میچ لیا اور ایمان کی اہمیت وحقیقت پر غور وفکر کرنے لگا۔ ایمان کتنی بڑی قوت ہے' میں نے اس پر سوچنا شروع کر دیا۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان میں سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟ تو میرے نزدیک سب سے بڑی نعمت ایمان ہے۔ انسان کتنا ہی بڑے مرتبے والا کیوں نہ ہو۔ وہ کتنا اچھا کیوں نہ ہو' وہ کتنے ہی نیکی اور خیر کے کام کرتا رہا ہو۔ اگر اس کے پاس ایمان کی دولت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

ایمان کی قدر وقیمت کو سمجھنے کے لیے مجھے عبداللہ بن جدعان کا قصہ یاد آ رہا ہے۔ دین اسلام میں ایمان کی کیا اہمیت ہے اسے سمجھنے کے لیے یہ واقعہ نہایت ہی سبق آموز ہے۔ عبداللہ بن جدعان مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا۔ یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ کا چچا زاد بھائی تھا۔ بعثت نبوی ﷺ سے پہلے پیدا ہونے والا عبداللہ بن جدعان عرب کا بڑا مشہور سردار تھا۔ اس کی زندگی میں کتنے ہی تغیرات آئے۔ ایک وقت تھا کہ وہ بڑا فقیر اور کنگلا

اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان میں سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟ تو میرے نزدیک سب سے بڑی نعمت ایمان ہے۔

تھا۔ اس کے پاس کوئی پائی پیسہ نہیں تھا۔ عبداللہ بن جدعان قریشی تھا اور اس کی مشہور شاخ بنو تیم سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ شخص بڑا ہی شرارتی اور خوش مزاج تھا۔ اسے نت نئی شرارتیں سوجھتی رہتی تھیں۔ اس کی شرارتوں اور غلط کاموں سے اس کے گھر والے ہی نہیں بلکہ قبیلہ والے' اہل محلہ اور مکہ کے باسی بھی سخت تنگ تھے۔ حتی کہ اس کا والد بھی اسے ناپسند کرتا تھا۔ ایسا سمجھ لیں کہ یہ اپنے گھر والوں کی ملامت اور زجر وتوبیخ سے تنگ آ چکا تھا اور اس کے گھر والے اس کی حرکتوں اور شرارتوں سے ناراض رہتے تھے۔ ایک دن اس نے سوچا کہ میرے گھر والے اور اہل مکہ مجھ سے بڑے تنگ ہیں' اگر مجھے موت آ جائے تو میرے لیے کہیں بہتر ہوگا۔ اب موت کیسے آئے؟ اس نے چند لمحے سوچا اور پھر جبل ثور کی جانب چل دیا۔ گھاٹیوں میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک غار پر پڑی۔ سوچا کہ ممکن ہے اس غار میں کوئی موذی جانور ہو جو مجھے ڈس لے اور میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ چنانچہ اس نے جان بوجھ کر اس غار کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ غار کے قریب پہنچا تو اسے ایک اژدہا نظر آیا جس کی دو چمکتی آنکھیں دور سے نظر آ رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا وہ اژدہا اس پر حملہ کرنے ہی والا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ بلا خوف وخطر اس کی طرف آگے بڑھا۔ وہ اژدہا کی جانب بلا توقف چلتا گیا۔ اسے تعجب ہوا کہ اژدہا اپنی جگہ پر ساکت ہے۔

اژدہا کے مزید قریب ہوا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ اژدہا تو سونے کا تھا۔ اس کی چمکتی آنکھوں کی جگہ یاقوت لگے ہوئے تھے۔ جن کی روشنی اسے دور سے نظر آئی تھی۔ غار میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہاں بنو جرہم کی قبریں تھیں۔ ان کے سرہانے سونے کا تخت تھا جس پر بنو جرہم کے بادشاہوں کی تاریخ وفات اور ان کی مدت حکومت کی تفصیل لکھی ہوئی تھی۔ قبروں کے آس پاس اسے سونے چاندی کا انبار نظر آیا۔ اسے سمجھ آ گئی کہ بنو جرہم نے صدیوں مکہ پر حکومت کی تھی۔ بیت اللہ شریف کے وہ مجاور بھی تھے۔ اس لیے پورے عرب سے لوگ بیت اللہ کے لیے تحفے لے کر آتے تھے۔ یہ سونا اور چاندی وہی جمع شدہ عطیات تھے۔ ایک وقت آیا جب مکہ کی تولیت قریش نے سنبھالی' بنو جرہم کو مکہ سے نکلنا پڑا تو انہوں نے اس غار میں اپنے خزانوں کو چھپا دیا۔ غالباً وہ اپنے بڑوں کی قبریں بھی یہیں لے آئے تھے۔ اس نے ایک قبر پر حارث بن مضاض کے نام کا کتبہ دیکھا۔ ایک طویل عرصہ پہلے یہ غائب ہو گیا تھا' تلاش کے باوجود کسی کو بھی اس کا علم نہ تھا کہ وہ کدھر غائب ہو گیا ہے۔ آخر وہ کدھر چلا گیا' اسے آسمان نے اچک لیا یا زمین کھا گئی۔

قارئین کرام! عموماً ایسا ہوتا ہے کہ شرارتی آدمی بڑا ذہین ہوتا ہے۔ عبداللہ بن جدعان نے اژدہا کو توڑا اس کی آنکھوں کے یاقوت نکالے اور غار میں داخل ہو گیا۔ اپنی جیبوں کو سونے اور جواہرات سے بھرا۔ غار کو اچھے طریقے سے بند کیا۔ اس پر نشانی لگائی اور مکہ واپس آ گیا۔ آہستہ آہستہ سونے کو فروخت کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ مکہ کا امیر ترین آدمی بن گیا۔ اس کے ہاتھ میں دولت آئی تو اس نے اسے خلق خدا کی بھلائی کے لیے خرچ کرنا

شروع کیا۔ اس کی فیاضی اور سخاوت کے بہت سارے واقعات تاریخ نے اپنے دامن میں محفوظ کر رکھے ہیں۔ اب وہ شرارتیں بھول کر اپنی قوم کی خدمت میں لگ گیا۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی بعثت سے پہلے کے واقعات ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں شخص اپنی بیٹی کو زمین میں زندہ دفن کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کے گھر چلا جاتا اس سے کہتا: میرے عزیز! اپنی بیٹی میرے حوالے کر دو۔ میں اسے پالوں گا' اپنی بیٹی بنا کر رکھوں گا' جب یہ بڑی ہو جائے گی تو اس کی شادی کر دوں گا۔ تم اسے زندہ دفن نہ کرو۔ اس طرح نجانے اس نے کتنی بچیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچایا۔ وہ بڑے بوڑھوں کو کھانا کھلاتا۔ لوگوں کی ضروریات پوری کرتا۔ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں قحط پڑ گیا تو اس نے دو ہزار اونٹ شام سے منگوائے' ان پر گندم' شہد اور گھی لدا ہوا تھا۔ اس نے کھانا پکوا کر لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ ایک بہت بڑی دیگ بنوائی۔ وہ دیگ اتنی بڑی تھی کہ اس میں سے کھانا نکالنے کے لیے سیڑھی لگانا پڑتی تھی۔ بعض اوقات اونٹ پر سوار شخص اونٹ پر بیٹھے بیٹھے اس میں سے کھانا نکال کر کھا لیتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک بچہ اس دیگ میں گر گیا تو وہ اسی میں غرق ہو گیا۔ النہایہ فی غریب الحدیث میں ایک روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: میں عبداللہ بن جدعان کی دیگ کی چھاؤں میں آرام کیا کرتا تھا۔

قارئین کرام! ہم اس کی فیاضی کے حوالے سے ذرا مزید آگے بڑھتے ہیں۔ قحط کے زمانے میں اس کا معمول تھا کہ وہ مکہ کے لوگوں کو کھجوریں اور ستو پیش کرتا۔ پینے میں دودھ کا بندوبست کرتا' رات ہوتی تو اس کے غلام بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر صدا لگاتے: لوگو! جس نے لحم' فحم یعنی بہت موٹا مزیدار گوشت کھانا ہے' وہ عبداللہ بن جدعان کے گھر آ جائے۔ اس کی دیگ کے پاس پہنچ جائے۔ کھانے کی دعوت عام ہے۔ غریب' نادار اور مفلس لوگ اس کے گھر جاتے' کھانا کھاتے اور اس کی سخاوت کے گن گاتے۔

ادھر اس کی یہ حالت کہ جب بھی اس کے پاس دولت کم ہونے لگتی تو وہ خاموشی سے غار کی طرف چلا جاتا اور مزید سونا چاندی لے آتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے سارا خزانہ اپنے گھر ہی میں منتقل کر لیا ہو۔ اس کا گھر بہت بڑا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے گھر پر قریش کی اہم میٹنگیں منعقد کی جاتی تھیں۔ عربوں میں اس کی سرداری کو اس طرح تسلیم کیا گیا کہ جب حرب فجار ہوئی تو اس نے دو ہزار آدمی لڑائی کے لیے پیش کیے۔

میرے خیال میں قارئین کرام کے لیے حلف الفضول کا واقعہ معروف ہو گا۔ مختصر یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک یمنی تاجر زبید کے شہر سے آیا۔ اس کے ساتھ اس کی خوبصورت بیٹی بھی تھی۔ مکہ کے ایک بڑے رئیس نے اس سے مال خرید لیا اور پیسے دینے میں ٹال مٹول کرنے لگا۔ اس کی نظر تاجر کی بیٹی پر بھی تھی۔ یمنی تاجر نے اس سے بارہا درخواست کی مگر وہ آج کل کرتا رہا۔ اب اس نے مکہ کے بڑے سرداروں کا رخ کیا۔ وہ اس کی مدد تو کرنا چاہتے تھے مگر اس بڑے رئیس کے مقابلہ میں کون اس کی مدد کرتا۔ انہوں نے اس کی مدد کرنے سے معذرت کر لی۔ آخر وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ایک چچا زبیر بن عبدالمطلب کے پاس جا پہنچا اور مدد کی درخواست کی۔ سردار زبیر کی رگوں میں ہاشمی خون دوڑ رہا تھا۔ انہوں نے اس یمنی تاجر کی مدد کا فیصلہ کر لیا اور مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کے گھر پہنچے۔ ان سب کو اس مظلوم کی مدد کے لیے تیار کیا۔ ایک بڑا اجتماع عبداللہ بن جدعان کے گھر منعقد کیا گیا۔ اللہ کے رسول کے سر پر ابھی تاج نبوت نہیں رکھا گیا تھا۔ یہ ایک تاریخی اجتماع تھا جس میں کائنات کے امام ﷺ بھی اپنے چچاؤں کے ہمراہ شرکت فرماتے ہیں۔ اس اجتماع میں یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ مکہ میں جو بھی مظلوم ہو گا اس کی مدد کی جائے گی۔ دنیا کو امن و چین کا سبق دینے والے امام اعظم بھی نہ صرف اس فیصلہ کی تائید فرماتے ہیں؛ بلکہ نبوت ملنے کے بعد اس اجتماع کی دفعات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اب بھی اس قسم کے اجتماع میں بلوایا جائے تو میں اس کا خیر مقدم کروں گا۔ حلف الفضول کا تاریخی اجتماع اور فیصلہ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جب اختتام پذیر ہونے لگا تو اس نے تمام شرکاء کے لیے زبردست کھانے کا بندوبست کر رکھا تھا۔ سید ولد آدم نے بھی اس کھانے کو تناول فرمایا تھا۔

عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایک اور تاریخی واقعہ پیش آیا کہ اسی اجتماع میں یا کسی اور موقع پر ابوجہل بھی عبداللہ کے گھر موجود تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی موجود تھے۔ وہاں ابوجہل کی اللہ کے رسول ﷺ سے کشتی ہو گئی۔ کائنات کے سب سے بہادر انسان نے ابوجہل کو پٹخ کر رکھ دیا۔ ابوجہل نیچے گرا تو اس کی ٹانگ پر زخم آ گیا۔ زخم تو ٹھیک ہو گیا' مگر اس کا نشان باقی رہا۔ یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے۔

اس واقعہ کو کوئی سولہ سترہ سال گزر گئے۔ عبداللہ بن جدعان اللہ کے رسول ﷺ کو نبوت ملنے سے پہلے ہی راہی ملک عدم ہوا۔ دو ہجری کو غزوہ بدر ہوا۔ جس میں ابوجہل دو انصاری نوجوانوں کے ہاتھوں شدید زخمی ہوتا ہے۔ اس کی سانس ابھی آ رہی تھی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسے تلاش کرتے کرتے اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ان کا قد کوئی بڑا نہ تھا' مگر ایمان تو ہمالیہ سے بھی بلند تھا۔ یہ اس کے سینے پر چڑھ جاتے ہیں۔ آپس میں مکالمہ ہوا' پھر انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے اللہ کے رسول ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ ابوجہل کے ساتھ 69 اور بھی مقتول تھے۔ ان سب کو بدر کے گندے کنویں میں پھینکا جانا تھا۔ ابوجہل تو ان کا سپہ سالار تھا۔ اس کی لاش کی تلاش شروع ہوئی' مگر چونکہ یہ سر بریدہ لاش تھی اس لیے صحابہ کرام اسے مقتولین میں سے تلاش نہ کر سکے۔ اب ان کا رخ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف تھا جن سے ہر مشکل میں رجوع کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابوجہل کی ٹانگ پر زخم کا نشان ہے۔ ارشاد ہوا: میں نے ایک مرتبہ عبداللہ بن جدعان کے دستر خوان پر اسے کشتی میں پچھاڑ دیا تھا۔ یہ نیچے گرا تو اس کی ٹانگ پر گہرا زخم آیا تھا۔ اس کا نشان ابھی تک باقی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے لاشوں کو دیکھا اور پھر جس طرح اللہ کے

بلاشبہ حسن اخلاق بڑی اہم چیز ہے۔ لوگوں کو کھانا کھلانا' مہمان نوازی کرنا' بچیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچانا بے نواؤں کی مدد کرنا بڑے اچھے کام ہیں' مگر ان کا فائدہ صرف اس صورت میں [illegible] یہ خیر اور بھلائی کے کام کرنے والا مومن بھی ہو۔

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا' ابوجہل کی ٹانگ پر زخم کا نشان مل گیا۔ اس طرح اس امت کے فرعون کی لاش کو آسانی سے تلاش کرلیا گیا۔

عبداللہ بن جدعان کی زندگی کے بہت سارے واقعات ہوں گے۔ بلاشبہ مکارم اخلاق کا حامل خواہ کوئی مسلمان ہو یا کافر ہو' یہ چیز اسے معاشرے میں ممتاز کر دیتی ہے۔ لوگ صدیوں تک اس کے کرم اور اس کی سخاوت کی مثالیں دیتے ہیں۔ مکہ والے بھی ابن جدعان کو کبھی نہیں بھولے، وہ مدتوں اس کے جود وکرم کی مثالیں دیتے رہے۔ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا یہ شخص سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رشتہ دار تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھ ہی لیا: [يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ جُدْعَانَ كَانَ يُطْعِمُ الطَّعَامَ] لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ [وَيَقْرِي الضَّيْفَ] ''بڑا ہی مہمان نواز تھا'' [فَهَلْ يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ''تو یہ سارے افعال کیا اسے قیامت کے دن کوئی فائدہ پہنچائیں گے؟''

قارئین کرام! میں نے آپ کو عبداللہ بن جدعان کی اتنی زیادہ باتیں اس لیے بتائی اور سنائی ہیں کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ایمان کی قدر و قیمت کیا ہے۔ بلاشبہ حسن اخلاق بڑی اہم چیز ہے۔ لوگوں کو کھانا کھلانا' مہمان نوازی کرنا' بچیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچانا' بے نواؤں کی مدد کرنا بڑے اچھے کام ہیں' مگر ان کا فائدہ صرف اس صورت میں ہوگا جب یہ خیر اور بھلائی کے کام کرنے والا مومن بھی ہو۔ وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو۔ اب آیئے اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان پڑھتے ہیں۔ ارشاد ہوا: [لَا، إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا: رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ] ''نہیں! اسے کچھ فائدہ نہیں ہوگا' اس لیے عبداللہ بن جدعان نے اپنی زندگی میں ایک مرتبہ بھی نہیں کہا: میرے رب! قیامت کے روز میرے گناہوں کو معاف کر دینا۔''

قارئین کرام! میں اپنی دعاؤں میں اکثر یہ دعا پڑھتا ہوں' آپ کو بھی یہ تحفے میں دینا چاہوں گا کہ آپ بھی ضرور اس دعا کو یاد کرلیں اور اسے پڑھا کریں: [رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ]

قارئین کرام! بات ایمان کی ہو رہی تھی۔ سبحان اللہ! ہم بھی ایمان کا دعوی کرتے ہیں' مگر کہاں ہمارا ایمان اور کہاں صحابہ کرام کا ایمان' دونوں میں بے حد فرق ہے۔ ہمارے اوپر ذرا سا مشکل وقت آجائے تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں' اگر کوئی لالچ دے تو بعض بد بخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ایمان تک کو بیچ دیتے ہیں۔ اگر کوئی مشکل وقت آئے تو ہم میں سے بعض کمزور ایمان والے ایسے بھی ہیں جو اپنا منہج اور عقیدہ تک بدلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر یاد رکھیے! ہمارے سلف صالحین میں سے کتنے ہی ایسے تھے جنہوں نے پھانسیوں کے پھندوں کو چوم لیا۔ اپنی جان' مال سب کچھ قربان کر دیا مگر کیا مجال کہ ان کے عقیدے اور منہج میں رتی بھر بھی کمزوری آئی ہو۔ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی خدمت میں اہل مکہ کے ظلم وستم کی شکایت کی اور عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے دعا کیوں نہیں فرماتے تو آپ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کے سروں پر آرے چلا دیے گئے۔ ان کے جسموں کو لوہے کی کنگھیوں سے ادھیڑ دیا گیا' مگر یہ چیز ان کے عقیدے اور منہج میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کرسکی۔ (جاری ہے)

نفس کی اصلاح کا طریقہ

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ اسلام نے ہر اُس تبدیلی سے منع فرمایا ہے کہ جس کے ذریعے انسان کی زندگی میں خلل واقع ہو جاتا ہے، جس سے انسان کا دین کمزور ہو جاتا ہے اور دین کے شعائر پر حملہ ہوتا ہے۔

ایسی تبدیلی کی مثال یہ ہے کہ مال اور جان پر حملہ کیا جائے، امن وامان کو خراب کرنے کی کوشش کی جائے، لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھائے جائیں، رشوت لی جائے، ادارتی نظام برباد کیا جائے، برائی پھیلائی جائے اور فتنے برپا کیے جائیں۔

حقیقی مسلمان کسی برے انجام والی تبدیلی پر راضی نہیں ہوسکتا۔ وہ ایسی چیز کا حصہ نہیں بن سکتا کہ جو بھلائی پر حملہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿٢٨﴾﴾ (ابراھیم)

''تم نے دیکھا اُن لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمت پائی اور اُسے کفران نعمت سے بدل ڈالا اور (اپنے ساتھ) اپنی قوم کو بھی ہلاکت کے گھر میں جھونک دیا۔''

نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں بھی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے اور ہر برائی اور مصیبت سے اللہ کی پناہ میں آتے تھے۔ وہ فقر، ذلت، کمزوری، سستی، قرض، پستی، بے بسی اور بیماریوں سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کرتے تھے۔ وہ اللہ سے سوال کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنوں سے محفوظ رکھے اور آزمائشوں سے نجات دلائے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد سے تو پلک جھپکنے کے برابر بھی مستغنی نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾﴾ (ابراھیم)

''ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت، دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے، اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اللہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔''

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما! اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما! اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما! کفر اور کافرین کو ذلیل وخوار فرما! دشمنان اسلام کو تباہ وبرباد فرما! اے اللہ! اس ملک کو اور تمام مسلمان ممالک کو امن وامان نصیب فرما۔ آمین!

توسیع اشاعت ہفت روزہ اہل حدیث

محترم جناب مولانا محمد بلال ثاقب ناظم ضلع وہاڑی نے ہفتہ رفتہ میں 60 عدد رسالے جاری کروائے۔ ادارہ ان کی مساعی جمیلہ پر ان کا شکر گزار ہے۔ (ادارہ)

مولانا غزنوی رحمہ اللہ آخرت کے راہی بن گئے!

تحریر: جناب محمد یوسف انور

آج کے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اکابرین کی انتھک محنت اور خدمات دینیہ کو اپنی نئی نسل تک پہنچائیں۔ جنہوں نے کسی ذاتی مفاد و منفعت اور مقاصد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے معاشرے کی حقیقت پسندانہ بنیادوں اور تعلیمات اسلامیہ پر تشکیل اور اس کی ترقی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے رکھیں۔ جو نام ونمود کی پروا کیے بغیر اپنی دھن میں مگن رہے۔ ان کا اخلاص ونیک نیتی ہر قسم کے شکوک وشبہات سے بالاتر رہی اور پھر جنہوں نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک ملک کے عوام کو باوقار زندگی دلانے کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے رکھا۔ اس راہ پر کٹھن میں قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور غداری جیسے الزامات بھی سہے مگر اپنے نیک ارادوں اور نصب العین میں لغزش نہیں آنے دی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تشکیل وتنظیم کو اولین حیثیت دیتے ہوئے اور تقسیم ملک کے فوراً بعد کے پیش آمدہ آباد کاری ومعاشی مسائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے احباب جماعت سے روابط کر کے مرکزی جمعیت کی بنیاد واساس رکھی۔ اس سلسلہ میں سرفہرست علم وفضل کی بلند مرتبت شخصیت حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی نظر آتے ہیں۔ مولانا مرحوم ۱۸۹۶ء میں امرتسر کے ایک ممتاز اور مشہور مذہبی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا حضرت عبداللہ الغزنوی کا شمار افغانستان کے چند گنے چنے علمائے دین میں ہوتا تھا۔ آپ ۱۸۱۴ء میں غزنی کی ایک نواحی بستی بہادر خیل میں پیدا ہوئے اور علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل کے بعد وہیں رہنے لگے۔ آپ کو دین کی تبلیغ اور حق گوئی کی یہ سزا ملی کہ امیر دوست محمد خاں والی کابل نے آپ کو جلاوطن کر دیا۔ آپ اپنے اہل خانہ کو لے کر ہندوستان آ گئے۔ پہلے کچھ عرصہ دہلی میں قیام کیا' وہاں سے لاہور منتقل ہوئے اور پھر امرتسر چلے گئے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے زہد وتقویٰ اور صبر وقناعت کا ایک زمانہ معترف رہا۔ علامہ اقبالؒ نے ۱۹ دسمبر ۱۹۲۲ء کو ایک مکتوب میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

''مولوی عبداللہ حدیث کا درس دے رہے تھے کہ کسی نے آ کر انہیں اطلاع دی کہ آپ کا بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ انہوں نے یہ اندوہناک خبر سنی' ایک منٹ خاموش رہے اور پھر درس دینے لگے۔''

حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی نے بھی اپنے اجداد کی طرح تبلیغ دین اور درس تفسیر وحدیث کو اپنی زندگی کا مقصد وحید قرار دے لیا' انہوں نے نوعمری ہی میں حدیث وفقہ اور تفسیر پر عبور کامل کر لیا تھا۔ ابھی آپ نوجوان ہی تھے کہ آپ کے تبحر دینی کا دور دور تک شہرہ ہونے لگا تھا۔ آپ نے ۱۹۱۷ء میں تدریسی ذمہ داریوں کی خاطر امرتسر میں اپنے والد گرامی منزلت حضرت الامام عبدالجبار غزنوی کے قائم کردہ دارالعلوم میں طلبہ کو درس دینا شروع کر دیا۔ یہیں سے ہفت روزہ ''توحید'' جاری کیا جس میں بلند پایہ دینی وعلمی مضامین چھپتے تھے۔

۱۹۱۹ء میں جب تحریک خلافت نے زور پکڑا تو آپ اس تحریک سے وابستہ ہو گئے اور مارشل لاء کے دور میں قید کر دیئے گئے۔ آپ کوئی دس برس تک تحریک خلافت اور کانگرس کے ساتھ رہے۔ بعد ازاں آپ کانگرس سے مستعفی ہو گئے اور دوسرے خلافتی رہنماؤں کو ساتھ لے کر مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی۔ آپ اس مجلس کے پہلے جنرل سیکرٹری چنے گئے۔ ۱۹۴۱ء میں آپ امرتسر سے لاہور منتقل ہو گئے اور چینیاں والی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ اس منصب پر آپ سے پہلے آپ کے چچا محترم مولانا عبدالواحد غزنوی فائز تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ہی آپ نے یہ منصب خطابت سنبھالا اور پھر ساری عمر اس پر متمکن رہے۔ ۱۹۳۲ء میں جب مجلس احرار نے تحریک کشمیر شروع کی تو آپ نے بھی اس میں نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ آپ گرفتار کر لیے گئے۔ ۱۹۳۹ء میں آپ کو جنگ کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے کے الزام میں قید میں ڈالا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ مجلس احرار سے الگ ہو گئے اور دوبارہ کانگرس میں شامل ہو گئے۔ آپ کو صوبائی کانگرس کا صدر چن لیا گیا۔ اسی حیثیت میں آپ نے صوبائی انتخابات میں حصہ لیا اور پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے کانگرس سے قطع تعلق کر کے مسلم لیگ میں شمولیت کی۔ آپ کے اس فیصلے اور اقدام سے پنجاب میں تحریک پاکستان کو زبردست فروغ اور قوت حاصل ہوئی۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے اپنی تمام تر توجہ جمعیت اہل حدیث کی تنظیم پر مرکوز کر دی' لاہور میں آپ نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام جاری کیا۔ جامعہ سلفیہ لائل پور کے آپ بانیوں میں سے تھے۔ آپ نے دینی مسائل پر بیشمار مقالات ومضامین اور کتابچے تحریر فرمائے۔ آپ ہی کی سرپرستی میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' جاری ہوا جس کی ادارت اولاً مولانا محمد حنیف ندوی اور بعدہٗ مولانا محمد اسحاق بھٹی کرتے رہے۔ مولانا علیہ الرحمہ کو مطالعہ کا نہایت صاف ستھرا ذوق تھا' چنانچہ آپ کے ذاتی کتب خانے میں بعض بڑے نادر اور گراں قدر نسخے تھے۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے اپنی تمام تر توجہ جمعیت اہل حدیث کی تنظیم پر مرکوز کر دی' لاہور میں آپ نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام جاری کیا۔ جامعہ سلفیہ لائل پور کے آپ بانیوں میں سے تھے۔

حضرت مولانا محمد داود غزنوی نے ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء سوموار کو وفات پائی' اگلے روز ۱۷ دسمبر کو اس دور کے بڑے بڑے اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ صفحہ اول پر ان کی وفات کی خبر شائع کی۔ روزنامہ ''امروز'' کثیر الاشاعت اور صحافتی دنیا کا ممتاز اخبار تھا جس کے ایڈیٹر فیض احمد فیض جیسے نامور شاعر اور صحافی تھے۔ دیگر ادارتی عملہ میں مولانا چراغ حسن حسرت جیسے کہنہ مشق اور معروف کالم نگار کی شہرت رکھتے تھے۔ چنانچہ ''امروز'' نے صفحہ اول پر مولانا کی وفات کی خبر یوں شائع کی' بڑا چوکھٹا سیاہ کی صورت میں پہلی سطر اس طرح تھی:

''علم وفضل کا پیکر، زہد وتقویٰ کا مجسمہ، رشد وہدایت کا منبع اور جہادِ آزادی کا عظیم سپاہی، مولانا سید محمد داود غزنوی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!''

ذیلی دوسری سرخی میں لکھا کہ

''جمعیت اہل حدیث کے امیر کا جنازہ آج صبح ۹ بجے اٹھایا جائے گا۔

مختلف مکاتب فکر کے ممتاز رہنماؤں نے مولانا کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ آج دینی وسیاسی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ احرار رہنما شیخ حسام الدین نے کہا کہ مولانا مرحوم کی ذات میں دین اور سیاست کا ایمان افروز امتزاج تھا' وہ ایک مجاہد کی طرح زندہ رہے۔ تحفظ حقوق شیعہ کے جنرل سیکرٹری سید مظفر علی شمسی نے کہا کہ مولانا غزنوی علمائے اسلام کی اس کھیپ سے تعلق رکھتے تھے جو پاکستان کی صورت میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے علمبردار تھے۔ میاں طفیل محمد قیم جماعت اسلامی نے کہا کہ مولانا موصوف ان علماء میں سے تھے جن کی مساعی اقامت دین کے لیے وقف رہیں' وہ پاکستان میں اسلام کا عروج چاہتے تھا۔ انہوں نے نامساعد حالات میں بھی صدائے حق بلند کی۔

خطیب مسجد وزیر خان مولانا خلیل احمد قادری نے مولانا کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ منبر ومحراب کا ایک روشن چراغ آج بجھ گیا ہے۔ مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ آج ہم تحریک آزادی کے ایک جانباز رہنما سے محروم ہو گئے ہیں۔ دینی حلقے ان کی وفات سے ایک بہت بڑے سہارے سے محروم ہو گئے ہیں۔ جمعیۃ علمائے پاکستان کے ناظم اعلیٰ ملک مہدی حسن نے مولانا غزنوی کی وفات پر غم وافسوس کی کیفیت میں کہا کہ آج علمی دنیا مفلس ہو کر رہ گئی ہے۔ مرحوم اتحاد وملت کے سرگرم نقیب تھے اور اپنی اخلاص بھری شخصیت کے باعث تمام مکاتب فکر میں محبوب تھے۔

صد افسوس کہ وہ ملک جو ہمارے نامور اسلاف جن میں مولانا غزنوی جیسے اکابر شامل ہیں کی سالہا سال محنت اور قید وبند کی صعوبتوں وکئی طرح کی قربانیوں کے نتیجہ میں وجود میں آیا تھا آج سیاستدانوں ودانشوروں اور اقتدار کے بھوکے لیڈروں کی مشق ستم کی زد میں ہے۔

ردائے دین وملت پارہ پارہ
قبائے ملک وملت چاک در چاک

.....

ہمارے یہ عوامی نمائندے!

تحریر
جناب مولانا محمد ہاشم یزمانی

مختلف حلقوں کی نمائندگی، وہاں کے عوامی مسائل کو قومی اور صوبائی سطح پر اٹھانے اور ان کا حل ڈھونڈنے کے لیے لوگ اپنے اپنے نمائندوں کو اسمبلیوں میں بھیجتے ہیں۔ ان لوگوں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اسمبلیوں میں بیٹھ کر اپنے عوام کی فلاح وبہبود کے لیے مثبت کردار ادا کریں اور ان کی پریشانیاں دور کرنے کے لیے اخلاص کے ساتھ کام کریں۔ اسی مقصد کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس منعقد ہوتے ہیں، ایک ایک اجلاس پہ فی منٹ ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں اور ارکان اسمبلی کو ماہانہ تنخواہ کے علاوہ بے شمار مراعات سے نوازا جاتا ہے تاکہ یہ لوگ یکسوئی کے ساتھ عوامی فلاح وبہبود کے کام کر سکیں۔

لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ بے شمار مراعات لینے کے باوجود اکثر اراکین اسمبلی ان اجلاسوں کو بالکل سنجیدہ نہیں لیتے، مدتوں ایوان کا رخ ہی نہیں کرتے اور اگر کچھ لوگ حاضری لگوانے کے لیے آتے بھی ہیں تو معدودے چند افراد کے سوا کسی کے پاس کہنے کے لیے کوئی معقول بات نہیں ہوتی۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ''ہنگامہ بازی'' اور ایک دوسرے پہ پھبتیاں کسنے کا جیسے مقابلہ ہو رہا ہو اور ایوان کسی مچھلی منڈی کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔ عوامی مسائل زیر بحث لانے کے بجائے یہ لوگ اپنے اپنے سیاسی قائدین کا دفاع کر کے ''حق نمک'' ادا کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ عوامی نمائندے ہیں اور قومی خزانے کی بیش بہا رقم ان پہ خرچ ہو رہی ہے، کیا وہ اس کا حق ادا کر رہے ہیں یا پھر خیانت اور دیانتی کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں؟! اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا یہ فرمان بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے کہ ''جو شخص اپنے عوام سے دھوکہ دہی کا مرتکب ہو اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو جنت کو اس پر حرام کر دیا جائے گا۔''

اگر کبھی کوئی عوامی مسئلہ زیر بحث آتا بھی ہے تو اس پہ قانون سازی کی راہ میں مختلف ارکان کی طرف سے بے شمار تحفظات کا اظہار کر کے اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے، لیکن جب ان ''عوامی'' نمائندوں کی اپنی تنخواہوں اور مراعات میں ڈیڑھ سو فیصد تک کے اضافے کا کوئی ہلکا سا مطالبہ بھی آئے تو حکومتی ارکان تو رہے ایک طرف، ایسے میں اپوزیشن کی طرف سے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا؛ کہ یہ سب کچھ ان کے اپنے مفاد میں جو ہو رہا ہوتا ہے۔

تازہ ترین خبر کے مطابق حکومتِ پنجاب نے کابینہ میں 11 وزراء کا مزید اضافہ کر دیا ہے کہ جن کو دی جانے والی اضافی مراعات اور تنخواہوں کی مد میں پہلے سے ''خالی قومی خزانے'' پر بے تحاشا بوجھ بڑھ جائے گا۔ وزراء کی تقرری کرنے اور وزیر بننے والوں کو مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے، انہیں تو اپنوں کو نوازنا ہے، سو وہ ''مالِ مفت دلِ بے رحم'' کے مصداق دونوں ہاتھوں سے قومی خزانہ لٹا رہے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب وفاقی سطح پر بے شمار اہم وزارتوں پر کسی بھی وزیر کے بغیر ''کام'' چل رہا ہے تو صوبائی وزراء کی ایسی کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ فوراً اتنے وزیر متعین کرنا پڑے؟! جیسے تیسے اب بھی کام چلا لیا جاتا؛ کہ پہلے بھی تو ساڑھے تین سال تک ان ''وزیروں'' کے بغیر گزارا ہوتا رہا ہے! اور اگر قومی خزانے میں اتنی گنجائش تھی تو کسی ڈھنگ کے عوامی منصوبے پر رقم لگا دی جاتی، عوام کو ایک اچھا سا کارڈیالوجی ہسپتال ہی دے دیا جاتا کہ سسکتے عوام کی تھوڑی سی پریشانی تو دور ہوتی۔ لیکن ایسا بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ ''عوامی نمائندے'' جب اپنی ذات کے علاوہ بھی کسی کا سوچیں، غالب اکثریت میں جس کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی۔

ایوانوں میں پہنچ کر عوامی خدمت کے بجائے اکثر ''نمائندگان'' اپنے اپنے حلقے میں عوام کے لیے دہشت، خوف اور ''مافیا'' کا روپ دھار لیتے ہیں۔ بہت سوں کے اپنے اپنے ''ڈیرے'' ہوتے ہیں کہ جہاں تقریباً ہر وہ برائی اپنی تمام تر شکلوں میں موجود ہوتی ہے کہ جس کے سدباب اور انسداد کا یہ لوگ اپنے عوام سے وعدہ کر چکے ہوتے ہیں۔ کمزوروں، بے کسوں اور بے سہارا لوگوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھانا، ان کی جائیدادوں پر قبضے کرنا، سرکاری املاک کو اپنے نام منتقل کرانا اور مظلوموں کی آواز کو دبانا ان میں سے اکثر کا ''محبوب مشغلہ'' بن جاتا ہے۔

حال ہی میں لاہور کے ''چمبہ ہاؤس'' میں پراسرار طور پر مردہ پائی جانے والی نون لیگ کی بڑی ہی فعال سیاسی کارکن سمیعہ چوہدری کے قتل میں بھی ایک ''عوامی نمائندے'' کا کردار مشکوک دکھائی دے رہا ہے۔ روزنامہ ''دنیا'' کی خبر کے مطابق سمیعہ چوہدری کے جسم پر کسی تشدد کے نشان نہیں پائے گئے، البتہ ساہیوال سے تعلق رکھنے والے لیگی ایم این اے چوہدری اشرف کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا گیا ہے کہ مذکورہ سیاسی کارکن کی موت میں شاید اس کا کوئی ہاتھ ہو؛ کیونکہ جس کمرے میں سمیعہ چوہدری مردہ پائی گئی وہ کمرہ چوہدری اشرف نے ہی اسے بک کروا کے دیا تھا۔ نجی محفلوں میں سمیعہ چوہدری کو ایم این اے چوہدری اشرف کے ساتھ بھی دیکھا گیا ہے اور یہ خاتون مخصوص نشستوں پر قومی اسمبلی کی رکن منتخب ہونے کی خواہش مند بھی تھی۔ اب اگر تفتیش میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ چوہدری اشرف ہی سمیعہ چوہدری کے قتل میں ملوث تھا تو ''عوامی'' نمائندگی اور ''خدمت خلق'' کے ایک اور دعویدار کی حقیقت عوام کے سامنے آجائے گی۔

ارکان اسمبلی میں سے اکثریت کا اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کوئی بھی اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہا، بلکہ اب بھی بڑے اچھے اور صاف کردار کے لوگ ان ارکان میں موجود ہیں کہ ان کی مثل اگر دوسرے بھی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں تو محدود وسائل کے باوجود، اللہ کے فضل سے ہمارا ملک دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گا۔ شرط صرف یہ ہے کہ ہر کسی کے پیش نظر یہ فرمانِ نبوی ﷺ رہے کہ ''تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے اور قیامت کے دن اس سے اس کی ذمہ داری کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا۔''

.....

مولانا غزنوی رحمہ اللہ آخرت کے راہی بن گئے!

تحریر جناب محمد یوسف انور

آج کے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اکابرین کی انتھک محنت اور خدمات دینیہ کو اپنی نئی نسل تک پہنچائیں۔ جنہوں نے کسی ذاتی مفاد و منفعت اور مقاصد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے معاشرے کی حقیقت پسندانہ بنیادوں اور تعلیمات اسلامیہ پر تشکیل اور اس کی ترقی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے رکھیں۔ جو نام ونمود کی پروا کیے بغیر اپنی دھن میں مگن رہے۔ ان کا اخلاص ونیک نیتی ہر قسم کے شکوک وشبہات سے بالاتر رہی اور پھر جنہوں نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک ملک کے عوام کو باوقار زندگی دلانے کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے رکھا۔ اس راہ پر کٹھن میں قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور غداری جیسے الزامات بھی سہے مگر اپنے نیک ارادوں اور نصب العین میں لغزش نہیں آنے دی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تشکیل وتنظیم کو اولین حیثیت دیتے ہوئے اور تقسیم ملک کے فوراً بعد کے پیش آمدہ آباد کاری ومعاشی مسائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے احباب جماعت سے روابط کر کے مرکزی جمعیت کی بنیاد واساس رکھی۔ اس سلسلہ میں سرفہرست علم وفضل کی بلند مرتبت شخصیت حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی نظر آتے ہیں۔ مولانا مرحوم ۱۸۹۶ء میں امرتسر کے ایک ممتاز اور مشہور مذہبی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا حضرت عبداللہ الغزنوی کا شمار افغانستان کے چند گنے چنے علمائے دین میں ہوتا تھا۔ آپ ۱۸۱۴ء میں غزنی کی ایک نواحی بستی بہادر خیل میں پیدا ہوئے اور علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل کے بعد وہیں رہنے لگے۔ آپ کو دینی جہاد کی اور [illegible] یہ سزا ملی کہ امیر دوست محمد خاں والی کابل نے آپ کو جلا وطن کر دیا۔ آپ اپنے اہل خانہ کو لے کر ہندوستان آ گئے۔ پہلے کچھ عرصہ دہلی میں قیام کیا' وہاں سے لاہور منتقل ہوئے اور پھر امرتسر چلے گئے اور یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے زہد وتقویٰ اور صبر وقناعت کا ایک زمانہ معترف رہا۔ علامہ اقبالؒ نے ۱۹ دسمبر ۱۹۲۲ء کو ایک مکتوب میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

''مولوی عبداللہ حدیث کا درس دے رہے تھے کہ کسی نے آ کر انہیں اطلاع دی کہ آپ کا بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ انہوں نے یہ اندوہناک خبر سنی' ایک منٹ خاموش رہے اور پھر درس دینے لگے۔''

حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی نے بھی اپنے اجداد کی طرح تبلیغ دین اور درس تفسیر وحدیث کو اپنی زندگی کا مقصد وحید قرار دے لیا' انہوں نے نوعمری ہی میں حدیث وفقہ اور تفسیر پر عبور کامل کر لیا تھا۔ ابھی آپ نوجوان ہی تھے کہ آپ کے تبحر دینی کا دور دور تک شہرہ ہونے لگا تھا۔ آپ نے ۱۹۱۷ء میں تدریسی ذمہ داریوں کی خاطر امرتسر میں اپنے والد گرامی منزلت حضرت الامام عبدالجبار غزنوی کے قائم کردہ دارالعلوم میں طلبہ کو درس دینا شروع کر دیا۔ یہیں سے ہفت روزہ ''توحید'' جاری کیا جس میں بلند پایہ دینی وعلمی مضامین چھپتے تھے۔

۱۹۱۹ء میں جب تحریک خلافت نے زور پکڑا تو آپ اس تحریک سے وابستہ ہو گئے اور مارشل لاء کے دور میں قید کر دیئے گئے۔ آپ کوئی دس برس تک تحریک خلافت اور کانگرس کے ساتھ رہے۔ بعد ازاں آپ کانگرس سے مستعفی ہو گئے اور دوسرے خلافتی رہنماؤں کو ساتھ لے کر مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی۔ آپ اس مجلس کے پہلے جنرل سیکرٹری چنے گئے۔ ۱۹۴۱ء میں آپ امرتسر سے لاہور منتقل ہو گئے اور چینیاں والی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ اس منصب پر آپ سے پہلے آپ کے چچا محترم مولانا عبدالواحد غزنوی فائز تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ہی آپ نے یہ منصب خطابت سنبھالا اور پھر ساری عمر اس پر متمکن رہے۔ ۱۹۳۲ء میں جب مجلس احرار نے تحریک کشمیر شروع کی تو آپ نے بھی اس میں نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ آپ گرفتار کر لیے گئے۔ ۱۹۳۹ء میں آپ کو جنگ کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے کے الزام میں قید میں ڈالا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں آپ مجلس احرار سے الگ ہو گئے اور دوبارہ کانگرس میں شامل ہو گئے۔ آپ کو صوبائی کانگرس کا صدر چن لیا گیا۔ اسی حیثیت میں آپ نے صوبائی انتخابات میں حصہ لیا اور پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے کانگرس سے قطع تعلق کر کے مسلم لیگ میں شمولیت کی۔ آپ کے اس فیصلے اور اقدام سے پنجاب میں تحریک پاکستان کو زبردست فروغ اور قوت حاصل ہوئی۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے اپنی تمام تر توجہ جمعیت اہل حدیث کی تنظیم پر مرکوز کر دی' لاہور میں آپ نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام جاری کیا۔ جامعہ سلفیہ لائل پور کے آپ بانیوں میں سے تھے۔ آپ نے دینی مسائل پر بیشمار مقالات ومضامین اور کتابچے تحریر فرمائے۔ آپ ہی کی سرپرستی میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' جاری ہوا جس کی ادارت اولاً مولانا محمد حنیف ندوی اور بعدہٗ مولانا محمد اسحاق بھٹی کرتے رہے۔ مولانا علیہ الرحمہ کو مطالعہ کا نہایت صاف ستھرا ذوق تھا' چنانچہ آپ کے ذاتی کتب خانے میں بعض بڑے نادر اور گراں قدر نسخے تھے۔

تقسیم ملک کے بعد آپ نے اپنی تمام تر توجہ جمعیت اہل حدیث کی تنظیم پر مرکوز کر دی' لاہور میں آپ نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام جاری کیا۔ جامعہ سلفیہ لائل پور کے آپ بانیوں میں سے تھے۔

حضرت مولانا محمد داود غزنوی نے ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء سوموار کو وفات پائی' اگلے روز ۱۷ دسمبر کو اس دور کے بڑے بڑے اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ صفحہ اول پر ان کی وفات کی خبر شائع کی۔ روزنامہ ''امروز'' کثیر الاشاعت اور صحافتی دنیا کا ممتاز اخبار تھا جس کے ایڈیٹر فیض احمد فیض جیسے نامور شاعر اور صحافی تھے۔ دیگر ادارتی عملہ میں مولانا چراغ حسن حسرت جیسے کہنہ مشق اور معروف کالم نگار کی شہرت رکھتے تھے۔ چنانچہ ''امروز'' نے صفحہ اول پر مولانا کی وفات کی خبر یوں شائع کی' بڑا چوکھٹا سیاہ کی صورت میں پہلی سطر اس طرح تھی:

جن کی اکثریت ہمارے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہی ہے کہ اُنکو کس نے حق دیا ہے کہ ہمارے مسلمانوں کو تعلیم، علاج، ہنر، مالی معاونت اور یورپ جانے کا جھانسہ دیکر تثلیث کفارہ اور باطل خداؤں کی پوجا پاٹ پر اکسائیں؟ جناب وزیر اعلیٰ سندھ صاحب! روکنا ہے تو انکو روکیے جو دن دِہاڑے لوگوں کے ایمان پر ڈاکے ڈال رہے ہیں۔

جناب ہم تو اس اُمید پر تھے کے آپ سے نو مسلمین کے لئے تحفظ، تعلیم، روٹی، کپڑا اور مکان مانگیں گے مگر آپ نے تو بعد الوفات ستر چھپانے کے لئے جو کفن سنبھال رکھا تھا وہ بھی چھیننے کا منصوبہ بنالیا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے اللہ اور اسکا رسول ہی کافی ہے، ہم ٹوٹی پھوٹی مساجد و مدارس ہی میں گزر بسر کرلیں گے اور امت کے خوش حال و خستہ حال مسلمان جو اپنے بچوں کے منہ کا نوالہ ہمارے منہ میں ڈال کر تعلیم و تربیت کرکے ہمیں معاشرے کا ایک کار آمد فرد بناتے ہیں جن پر آپ کو اعتراض ہے کہ یہ جبر کرکے مسلمان بنا رہے ہیں وہ ہمارے لیے کافی ہیں۔

جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ آپکے نانا جان نے ختم نبوت کی بہت بڑی خدمت کرکے امت پر بہت بڑا احسان کیا تھا جس بنا پر اُمید ہے کہ روزِ محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے سپاہیوں کی صف میں آپکے نانا جان بھی شامل ہونگے لہٰذا اُنکا امیج خراب مت کیجئے اور اگر آپکو قانون ہی بنانا ہے تو قانون اُن سے لیجیے جن سے بہتر کوئی قانون ساز نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ ﷺ سے لیجیے جنہوں نے نہ صرف غیر مسلموں کے حقوق بلکہ جانور، درخت، کھیت و کھلیانوں کے حقوق بھی ایسے بتائے ہیں کہ جس کی اس کائنات میں کوئی مثال نہیں ملتی اور اگر آپ واقعی اس قانون کو اپنے دستور کا حصہ بنائیں گے تو ہم آپکے قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالیں گے اور آپکے قدموں تلے قوم اپنی پلکیں بچھادیگی اور بوقتِ ضرورت جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں ہم اپنا اور اپنے بچوں کا خون بہادینا فخر سمجھیں گے۔

اِس وقت مسجدِ حرام خانہ کعبہ کے سامنے بارگاہ الٰہی میں بدست دعا ہوں کہ پوری امت مسلمہ جو اس وقت شدید ظلم وستم کا شکار ہے اے اللہ! اس آزمائش کو اب ختم فرمادیجیے، امتِ مسلمہ کو، وطن پاکستان کی حفاظت فرمایئے، ہماری صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا فرمایئے اور سندھ حکومت ہے اپنے دین کی ایسی خدمت لے لیجئے کہ ساری انسانیت کو 17 سالہ محمد بن قاسم کی ایک بار پھر یاد آجائے۔ یہ دعائے طِفل ہی سہی مگر اللہ تو قبول کرنے پہ قادر ہے۔

بقیہ آہ!... مولانا محمد رمضان یوسف سلفی

کی حیثیت سے شامل تھے۔ دوسری دفعہ دو سال قبل مجھے کسی کام کے سلسلے میں فیصل آباد جانا ہوا۔ کام مکمل کرکے ان کی دکان پر چلا گیا۔ بہت محبت سے پیش آئے۔ کافی دیر ان سے ملاقات جاری رہی۔ راقم نے عرض کیا کہ آپ کو تحریر کا شوق کیسے پیدا ہوا؟ فرمانے لگے جب میں نے بھٹی صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا تو میں ان کے اسلوب تحریر سے بہت متاثر ہوا، تب میں نے فیصلہ کیا کہ میں بھی جماعت کی مختلف علمی و دینی شخصیات پر ہی لکھوں گا اور آج الحمد للہ! یہی میرا موضوع ہے۔ ازراہِ مزاح فرمانے لگے کہ مولانا محمد اسحاق بھٹی تو اپنے آپ کو ''قلم کا مزدور'' کہتے ہیں، جب کہ میں تو ''مزدور کا قلم'' ہوں۔

مولانا سلفی صاحب کئی مرتبہ ہمارے گھر تشریف لائے۔ عام طور پر ان کے ساتھ علی ارشد چودھری مرحوم ہوتے تھے اور اکثر رات کو ہمارے گھر ہی ٹھہرتے۔ رات گئے تک مختلف علمی موضوعات پر گفتگو ہوتی، اس دوران چائے کے کئی دور بھی چلتے۔

علی ارشد چودھری صاحب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے، مولانا بھٹی صاحب بھی اور اب مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب بھی۔

کانٹے چھوڑ گئی آندھی
لے گئی اچھے اچھے پھول

حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی نے ان کی زندگی میں ''ترجمان الحدیث'' میں جو تبصرہ کیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جماعت اہل حدیث کو ان کی کتنی ضرورت تھی اور جماعت کے علماء وفضلاء نے ان سے کیا کیا امیدیں وابستہ کررکھی تھیں۔ لکھتے ہیں:

''حضرت سلفی صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں کہ قارئین ان کی تصانیف اور جماعتی رسائل وجرائد میں اندرون وبیرون ملک ان کے مضامین پڑھ کر ان کے نام اور کام سے بخوبی واقف ہیں۔ میں تو صرف اتنا عرض کروں گا کہ برصغیر کی تاریخ میں مسلک اہل حدیث کی تاریخ کے حوالے سے جو خدمات مؤرخ اہل حدیث ذہبیٔ دوراں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رحمہ اللہ نے سرانجام دی ہیں ان کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔ اب صدیوں کے بعد کوئی ''محمد اسحاق بھٹی'' پیدا ہوگا۔ مولانا بھٹی کی وفات کے بعد ان کے اسلوب تحریر اور عادات واطوار کا پرتو برادر محترم جناب محمد رمضان یوسف سلفی حفظہ اللہ ہیں، اب جماعت کی نظر ان پر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی کے ساتھ بھرپور زندگی عطا فرمائے کہ وہ مسلک اور جماعت کی خدمت کریں اور حضرت بھٹی صاحب رحمہ اللہ نے جس کام کو جہاں چھوڑا تھا وہ اس کو آگے بڑھائیں اور اللہ تعالیٰ حاسدین کے حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔''

یہ ایک حقیقت ہے کہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے کئی ایک مجالس میں یہ بات کہی تھی کہ بعض دوست مجھے یہ کہتے ہیں آپ کے اور مولانا رمضان یوسف سلفی کے اسلوب تحریر میں بالکل فرق نہیں، اگر مولانا سلفی کی کتب میں ان کے نام کی جگہ آپ کا نام درج کردیا جائے تو قاری بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے آپ کی کتاب ہی سمجھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے ۸۔دسمبر ۲۰۱۶ء کو صبح دس بجے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں مولانا کے عزیز واقارب سمیت جامعہ سلفیہ کے اساتذہ اور طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی مرحوم کی زندگی ان تمام لوگوں کے لیے ایک بہترین مشعل راہ ہے جو ہر وقت وسائل کی کمی کا رونا روتے رہتے ہیں۔ مولانا نے اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو علمائے کرام کے حالات مرتب کرنے میں صرف کیا۔ جو قیامت کے دن ان کی بخشش کا ساماں بنیں گی۔ ان شاء اللہ۔

مولانا نے سوگواران میں بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت میں الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ

نوجوان اور احترام والدین

تحریر: جناب میاں عتیق الرحمن (ریسرچ سکالر)

تقدیر ملت کے ستاروں کی روشنی اور کرنیں تب تک آب وتاب اور چمک دمک کے ساتھ برقرار رہتی ہیں، جب تک یہ عہد شباب کی منزلوں کی راہ میں واقع کہکشاؤں کے مسافر ہوں جس طرح آسمان کی بلندیوں پر تابندہ روشن ستاروں کی تابندگی ان کی ذاتی نہیں بلکہ سورج کی روشنی سے مستفاد ہوتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح تقدیر ملت کے ان ستاروں کی روشنی بھی اس کی ذاتی نہیں ہوسکتی اس کے لئے استفادہ نور کا کوئی منبع ومرکز اگر ممکن ہے تو وہ نورِ نبوت وہدایت اور مشکوٰۃ نبوی ﷺ ہوسکتا ہے۔ یہی وہ چراغ اور سراج منیر ہے جس سے نورِ ہدایت پھوٹتے ہیں اور جس سے نورِ ہدایت اور جس کی دمکتی ہوئی روشنی میں صراط مستقیم کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہی وہ بحر ذخار ہے جس سے زندگی کی خشک وبنجر زمین کو سیراب کرکے قابل کاشت بنایا جاسکتا ہے۔ یہی مقام انسانیت کے خزاں رسیدہ چمن کے لیے غازہ بہار ہے اور مایوس انسانیت کے لئے آس وامید کی کرن ہے۔ فقط نبوت ہی ہے جس کے خورشید منور کی ضیاپاش کرنوں سے بزم انسانیت کی تاریکیوں اور ظلمتوں کا دور ختم ہوکر صبح سعادت کا آغاز ہوتا ہے۔

نبوت کا یہ چراغ اپنی تمام تر روشنیوں کے ساتھ حیات انسانی کے تمام شعبوں میں اور ہر شعبے کی ہر جہت اور ہر پہلو میں مینارہ نور بن کر اسوہ نبی اکرم ﷺ کی شکل وصورت میں انسانوں کی صحیح رہنمائی کے لئے اپنے تمام تر برکات کے ساتھ موجود ہے جو چاہے اور جب چاہے اس سے اپنی ہدایت ورہنمائی کا سامان فراہم کرسکتا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ کہہ کر اللہ رب العزت نے کامیابی وکامرانی کے متلاشی ساری دنیا کے انسانوں کو خبر دے دی کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی منبع البرکات ذات بہترین نمونہ ہے۔ اس لئے ہدایت کے خواستگار کو چاہیے کہ ہر معاملہ ہر ایک حرکت وسکون، نشست و برخاست، سیادت و قیادت، امارت وحکومت، اخلاق وکردار، معاشرت، معیشت وتجارت، صبر وقناعت، زہد وعبادت، مروت وشجاعت، بلکہ ہر عمل کے اندر کامیابی وکامرانی کے لئے نبی اکرم ﷺ کے طور طریق کو بطور نمونہ اپنے پیش نظر رکھیں۔

کائنات کی تاریخ میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت نے نبی کریم ﷺ کے طور طریق بطور اسوہ اپنا کر ہر میدان میں فتح مندی کا وہ پرچم لہرایا کہ دنیا جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اسی لئے سرور کائنات ﷺ کے طرز حیات کے مقابلے میں دنیا کی کوئی تہذیب وتمدن، کوئی ثقافت ومعاشرت ان کی آنکھوں کو خیرہ اور دلوں کو فریفتہ نہ کرسکی۔

اگر نوجوانان ملت اپنی حیثیت کو شریعت محمدیہ ﷺ کی روشنی میں سمجھیں اور اس پر عمل کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو یقینا ہمارا بگڑا ہوا معاشرہ اصلاح کی راہ پر گامزن ہوجائے اور گھر، خاندان، اور معاشرہ چین وسکون اور امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔

تقدیر ملت کے ستاروں کی روشنی اس وقت تک ماند نہیں پڑسکتی جب تک اس ملت کے ہاتھوں میں اسوہ حسنہ کی مشعل اپنے پورے استحکام کے ساتھ باقی رہے گی۔ ملت کے افراد کو اسوہ نبوی سے کیا ضابطے اور حیاتِ انسانی کے کیا کیا اصول ملتے ہیں، وہ کون سی ذمہ داریاں ہیں جو نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کی روشنی میں ملت کے ریڑھ کی ہڈی کہے جانے والے افراد، یعنی نوجوانوں پر عائد ہوتی ہے جس پر چل کر چین وسکون کا غلبہ ہو اور پورا مسلم معاشرہ بلکہ پوری دنیا امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔

اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ملت کے نوجوانوں کی حیثیت کیا ہے۔ دراصل نوجوانانِ ملت کی مختلف حیثیتیں ہیں اور مختلف حیثیت سے مختلف حالات میں اس کی مختلف ذمہ داریاں ہیں، ہم اس وقت حالات وواقعات کے پیش نظر چند حیثیتوں کی تعیین کرکے تعلیمات نبوی اور سیرت طیبہ کی روشنی میں ہر ایک کو الگ الگ تحریر کرتے ہیں کہ کس حیثیت سے نوجوان کے اوپر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

① نوجوان خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے، ② نوجوان اہل قرابت و رشتہ داروں کے ایک فرد کی حیثیت سے، ③ نوجوان معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے، ④ نوجوان ملک کے ایک فرد کی حیثیت سے، ⑤ نوجوان اپنے ذاتی کردار کی حیثیت سے، ⑥ نوجوان اپنے جذبات کی حیثیت سے

اگر نوجوانان ملت اپنی حیثیت کو شریعت محمدیہ ﷺ کی روشنی میں سمجھیں اور اس پر عمل کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو یقینا ہمارا بگڑا ہوا معاشرہ اصلاح کی راہ پر گامزن ہوجائے اور گھر، خاندان، اور معاشرہ چین وسکون اور امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔

نوجوان خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے اپنے والدین کا لاڈلا، ان کی امیدوں و آرزوؤں کا محور اور ان کی تمناؤں کا مظہر اور ان کی ضعیفی کا سہارا اور بڑھاپے کی لاٹھی ہوتا ہے۔ مذہب اسلام نے والدین کے حقوق کی رعایت اور ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید بیان کی ہے۔ والدین کی اہمیت اور ان کی عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم نے توحید جیسے بنیادی عقیدے کا تذکرہ کیا، اسی کے ساتھ ساتھ فوراً والدین کے ساتھ حسن سلوک، ان سے مخاطب کے وقت لہجے کی نرمی، اور ان کے سامنے عاجزی ونیازمندی اور ان کے لئے دعاء وغیرہ کے اہتمام کا حکم دیا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور تمہارے پروردگار نے حکم دیا کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی اُف بھی نہ کہو، اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اور ان کے سامنے شفقت

سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہنا اور ان کے لئے یوں دعاء کرتے رہنا اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔'' (بنی اسرائیل)

علامہ قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے والدین کے ادب واحترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب فرمایا' جیسا کہ سورہ لقمان کے اندر اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم فرمایا ﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ﴾ ''میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔'' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت سب سے اہم اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گذار ہونا واجب ہے۔ بخاری شریف کی یہ حدیث بھی اسی پر شاہد ہے جس میں ہے کہ

[سالت النبی ﷺ ای العمل أحب الی؟ قال: الصلاة علی وقتها، قال ثم أی قال: ثم بر الوالدین]

رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کیا ہے'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز کو اپنے وقت میں پڑھنا، اس نے پھر سوال کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک۔ (بخاری کتاب الادب)

جامع ترمذی وغیرہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

[قَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الوَالِدِ وَسَخَطَ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الوَالِدِ] (ترمذی ومستدرک حاکم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہونے کے لئے والد کی رضا جوئی شرط ہے' والد کی ناراضگی کا لازمی نتیجہ اللہ کی ناراضی ہے لہٰذا جو کوئی والد کو ناراض کرے گا وہ رضائے الٰہی کی دولت سے محروم رہے گا۔

اس حدیث کے اندر اگرچہ والد کا لفظ آیا ہے لیکن ماں کا حکم بھی وہی بلکہ اس سلسلے میں ماں کا درجہ باپ سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے' جیسا کہ دوسری احادیث میں موجود ہے۔ اس لئے ماں کی خوشی وناراضگی کا بھی وہی حکم ہے۔

والدین کے حقوق کا سلسلہ ان کی حین حیات میں ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ ان کے مرنے کے بعد ان کے اوپر کچھ اور حقوق عائد ہوتے ہیں جن کی ادائیگی نیک بخت اولاد کی ذمہ داری اور اللہ کی خاص رضا ورحمت کا وسیلہ ہے۔

جس طرح زندگی میں والدین کی اطاعت وخدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک اعلیٰ درجہ کے اعمال صالحہ میں سے ہیں جو بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اسی طرح ان کی وفات کے بعد ان کے لئے رحمت ومغفرت کی دعاء ایسا عمل ہے جو ایک طرف والدین کے لئے قبر میں راحت وسکون کا وسیلہ بنتا ہے تو دوسری طرف اولاد کے ان قصور ونافرمانی کی تلافی کا ذریعہ ہے جو والدین کی خدمت میں ان سے ہوئی اور وہ خود رحمت باری کی مستحق ہوجاتی ہے۔ قرآن کریم نے اولاد کو بڑے اہتمام اور بڑی تاکید کے ساتھ یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے والدین کے لئے رحمت ومغفرت کی دعاء مانگا کریں ﴿وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ ''اور اللہ سے یوں عرض کر کہ اے میرے پروردگار! میرے والدین پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپنے میں (شفقت) کے ساتھ پالا تھا۔''

غرض والدین کی خدمت واطاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک نوجوانوں کی وہ ذمہ داریاں ہیں جن کی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی سیرت طیبہ میں بڑی تاکید کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

مذہب اسلام نوجوانوں کو والدین کا خدمت گار، مطیع وفرمانبردار، ان کی ضروریات کا خیال اور راحت رسانی کی فکر کرنے والا، ان کی کسی طرح کی ناگواری سے اجتناب کرنے والا' ان کے سامنے عاجزی وانکساری کے ساتھ پیش آنے والا اور ان کے ساتھ ادب ونرمی کا معاملہ کرنے والا نیک، صالح وسعادت مند بیٹے کی حیثیت سے دیکھنا پسند کرتا ہے، جو معاشرے کا سب سے اہم عنصر ہونے کے ساتھ ساتھ افراد، گھر، خاندان، محلہ اور معاشرے کے امن وامان اور چین وسکون کا باعث بھی ہے۔

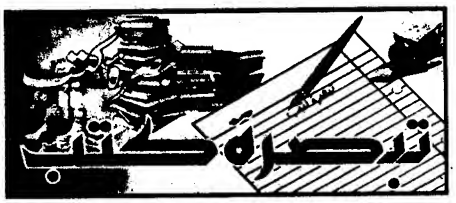

نام کتاب: **مقالات راشدیہ (جلد نہم)**

مصنف: سید محب اللہ شاہ الراشدی

اعداد: الشیخ افتخار احمد الازہری حفظہ اللہ

تقریظ: پروفیسر مولا بخش محمدی حفظہ اللہ

صفحات: 492

ناشر: المکتبۃ الراشدیہ نیو سعید آباد (سندھ)

تبصرہ نگار: جناب حافظ محمد اسلم شاہد روی

نماز اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم ترین رکن ہے۔ اس کے مسائل بڑی شرح وبسط کے ساتھ کتب احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

اسی حوالے سے بعد از رکوع کی ہیئت کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس طرح قبل از رکوع قیام میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں اسی طرح بعد از رکوع قومہ کی حالت میں بھی ہاتھ باندھے۔ جبکہ جمہور امت کا موقف یہ ہے کہ بعد از رکوع ہاتھ نہ باندھے جائیں اور ترجیح بھی اسی موقف کو ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں اسی موقف کے حق' صواب اور مدلل ہونے کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

درحقیقت یہ کتاب محدث العصر جناب سید محب اللہ شاہ الراشدیؒ کے بعض ان رسائل پر مشتمل ہے جو انہوں نے اس موضوع پر اپنے برادر خورد سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں۔ ان رسائل میں اس پر انتہائی اہم' دقیق اور علمی مباحث مرقوم ہیں۔ شائقین علم' جویانِ حق اور طالبان تحقیق کے لیے مفید معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔

لہٰذا طلبہ علوم نبوی اور وارثانِ منبر ومحراب کے لیے یہ کتاب بڑی علمی سوغات ہے' بالخصوص ارباب تحقیق واصحاب ذوق کے لیے یہ خاصہ کی چیز ہے۔

آہ.....

مولانا محمد رمضان یوسف سلفیؒ

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

میانہ قد، خوش اخلاق، خوش اطوار، خوش گفتار، خوش کردار، مہمان نواز، اہل علم کے قدر دان، دینی، علمی اور اسلامی کتب کے مطالعہ کے مریض اور بہت زیادہ شائق مولانا محمد رمضان یوسف سلفی اگرچہ ان معنوں میں مولانا نہیں تھے جن معنوں میں یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن ان کی تحریری سرگرمیوں کا دائرہ خاصا وسیع تھا۔

۷ دسمبر ۲۰۱۶ء کی شام مجھے ہمیشہ یاد رہے گی کہ جب میں نماز مغرب پڑھنے کے بعد گھر پہنچا تو میرے موبائل کی گھنٹی بجی، میرے السلام علیکم کہنے کے جواب میں دوسری طرف وعلیکم السلام کہنے کے بعد کہ میں حکیم محمد یحییٰ ڈاہروی بول رہا ہوں اور مولانا محمد رمضان یوسف سلفی اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے ہیں۔ ایک دم مخلص دوست کے انتقال کی خبر سن کر دل دھک رہ گیا۔ آنکھیں نم ہوگئیں اور زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہوگیا۔

سانحہ وفات کی خبر عموماً تکلیف دہ ہوتی ہے مگر محمد رمضان یوسف سلفی جیسے مخلص دوست کی وفات کی خبر صدمہ جانکاہ تھی۔ دل کو شدید دھچکا لگا۔ اپنے رفیق مولوی ابوعمر عبدالعزیز سیال صاحب کو اطلاع دی تو وہ سن کر بے چین ہو گئے اور ان کی زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہوگیا۔

محمد رمضان یوسف سلفی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی اشاعت، مسلک اہل حدیث کی تائید وحمایت اور حدیث نبوی ﷺ کی حفاظت، نصرت اور حفاظت میں وقف کر دی تھی۔ ابھی ہم مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی (م ۲۲ دسمبر ۲۰۱۵ء) علامہ عبدالعزیز حنیف (م ۹ ستمبر ۲۰۱۶ء) اور مولانا محمد بشیر سیالکوٹی (م ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۶ء) کو نہیں بھولے تھے کہ جماعت اہل حدیث پاکستان کے نامور مصنف اور لکھاری مولانا محمد رمضان یوسف سلفی بھی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔

آہ! کس طرح سے مرحوم لکھوں جس نے دین اسلام، مسلک اہل حدیث کی اشاعت، تائید اور حمایت میں اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ وہ میرے مخلص دوستوں میں سے تھے۔

سلفی صاحب کی شخصیت جامع صفات تھی۔ وہ بہترین لکھاری تھے اور ان کی تحریر بڑی جامع ہوتی تھی اور اس کے علاوہ ان کا شمار بہترین انشاء پردازوں میں ہوتا تھا۔ قدرت کی طرف سے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا اور بہت زیادہ مطالعہ کرتے تھے۔

محمد رمضان یوسف سلفی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی اشاعت، مسلک اہل حدیث کی تائید وحمایت اور حدیث نبوی ﷺ کی حفاظت، نصرت اور حفاظت میں وقف کر دی تھی۔

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، وہ صحیح معنوں میں اس شعر کے مصداق تھے۔

اب نہ آئے گا نظر ایسا کمال علم وفن
گو بہت آئیں گے دنیا میں رجال علم وفن

سلفی صاحب میں ایک خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی کہ وہ ذہن کو حاضر رکھ کر کتاب کا مطالعہ کرتے تھے۔ ان کے پاس تبصرہ کے لیے کافی کتابیں آتی تھیں۔ اس لیے حاضر ذہن سے مطالعہ کرتے تھے اور تبصرہ میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ زیر تبصرہ کتاب کا نچوڑ اور روح نکال کر احاطہ تحریر میں لاتے تھے۔ ان کی تحریر شعر وزوائد سے پاک ہوتی تھی، بڑی صاف ستھری اور آسان الفاظ کا مجموعہ ہوتی تھی۔

اخلاق وعادات:

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی اخلاق وعادات اور خصائل وشمائل میں اعلیٰ وارفع تھے۔ ان کی جن خوبیوں نے مجھے متاثر کیا وہ ان کی محبت، اخوت، شرافت وذکاوت، دیانت، امانت، عدالت، فقاہت، مروت، دوستی، وضعداری، صلح پسندی، رواداری، خود داری، خوش مذاقی، معاملہ فہمی، سادگی، خلوص، قناعت، زہد، استغناء، وفا، ایثار، ملنساری، ہمدردی، نکتہ سنجی، بذلہ سنجی، خوش اخلاقی، صداقت اور فکر وبصیرت ان کے کردار کے نمایاں جوہر تھے۔ بڑے ذہین، فطین اور شگفتہ مزاج تھے۔

اتنے بڑے لکھاری ہونے کے باوجود ان کے مزاج میں رعونت، اکڑفوں، تعلّی، خودستائی اور شیخی نہیں تھی۔

ان گوناں گوں صفات، خصوصیات وامتیازات کی وجہ سے مولانا محمد رمضان یوسف سلفی رحمہ اللہ واقعتاً اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ستودہ صفات کے حامل اور صاف گو تھے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کی محبت میں اخلاص کی چاشنی اور شفقت کی مٹھاس تھی، دوستوں اور ساتھیوں سے کبھی ظاہر داری اور بناوٹی خوش مزاجی سے پیش نہیں آتے تھے، بلکہ تعلقات اور روابط میں ظاہر وباطن کا پرتو ہوتا تھا۔ جو دل میں ہوتا وہ زبان پر آجاتا۔ جب کبھی بالمشافہہ یا ٹیلیفون پر گفتگو ہوتی تو کہا کرتے تھے:

''عراقی صاحب! میرے دوستانہ روابط میں یک رنگی ہوتی ہے، ظاہر وباطن یکساں ہیں، تصنع، بناوٹ اور منافقانہ ظاہر داری سے سخت نفرت ہے۔''

سلفی صاحب مرحوم سے روزانہ یا دوسرے تیسرے روز ٹیلیفون پر ملاقات ہو جاتی تھی۔ السلام علیکم کے بعد حال احوال اور خیر وعافیت کے بعد دریافت کرتے کہ فلاں کتاب دیکھی ہے، نئی چھپ کر آئی ہے، میں نے خرید کر پڑھ لی ہے یا تبصرہ کے لیے میرے پاس آئی ہے، اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی عمدہ کتاب ہے۔

سلفی صاحب علمائے ذی وقار کا بہت احترام کرتے تھے، جب بھی کسی عالم دین کا ذکر کرتے تو بڑے ادب واحترام سے نام لیتے، اس کی خوبیاں بیان کرتے اور اس کے علمی تبحر کا اعتراف کرتے تھے۔ فضیلۃ الشیخ مولانا

ارشاد الحق اثری ﷾ کے علم وفضل، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کے بہت معترف تھے اور مجھ سے کئی دفعہ دوران گفتگو فرمایا کرتے تھے:

''ان جیسا ٹھوس عالم دین، محقق، مؤرخ، مفسر، محدث، مدرس، مصنف، مقرر، صاحب ذوق اور عمدہ اخلاق کا حامل اور کثیر المطالعہ شخص نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے ان سے بڑی عقیدت ہے، میرے نزدیک اس دنیا کی سب سے بڑی نعمت یہی ہے کہ وہ شفیق استاد ہیں۔''

سوانح زندگی:

مولانا محمد رمضان یوسف کے آباؤ اجداد مشرقی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور کے گاؤں میانی پٹھاناں والی کے رہنے والوں میں سے تھے۔ ان کے والد کا نام محمد یوسف اور دادا کا نام منشی تھا۔ تقسیم ملک کے بعد ان کے والد ہجرت کر کے مغربی پنجاب کے ضلع لائل پور (اب فیصل آباد) کے چک ۲۶۸ رب پکی پنڈوری میں رہائش پذیر ہوئے۔

محمد رمضان کی ولادت اسی گاؤں میں ۴ دسمبر ۱۹۶۷ء / ۲ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ کو ہوئی۔ ۱۹۷۸ء میں محمد رمضان کے والد گاؤں کی رہائش ترک کر کے لائل پور آ گئے۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۹ء کو محمد رمضان کے والد انتقال کر گئے۔ اس وقت محمد رمضان پانچویں جماعت کے طالب علم تھے اور ان کی عمر (۱۲) سال تھی۔ اب حالات بدل گئے۔ محمد رمضان نے سکول کی تعلیم چھوڑ دی اور نٹ بولٹ بنانے والے کارخانے میں ملازمت کر لی اور ۱۸ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس عرصہ میں تین سال ایک ہوزری میں مفلر بھی بنائے لیکن اس دوران حصول علم کی کوشش جاری رہی۔ محمد رمضان نے اپنی دینی تعلیم کا آغاز قاعدہ یسرنا القرآن سے کیا اور مولوی عماد الدین سے یسرنا القرآن پڑھا۔

ناظرہ قرآن مجید قاری منیر احمد سے پڑھا، ترجمہ قرآن مجید حکیم ثناء اللہ ثاقب سے پڑھا، نماز عشاء کے بعد حکیم صاحب اپنی مسجد میں صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے۔ محمد رمضان اس درس میں شریک ہوتے یہاں تک کہ پوری صحیح بخاری کے درس کی سماعت کی۔ اس درس سے ان میں حدیث نبوی ﷺ سے تعلق پیدا ہوا اور انہیں مختلف علمائے کرام کی مجالس میں بیٹھنے کا شوق پیدا ہوا۔ یہ مجالس ان کے لیے بہت نفع مند ثابت ہوئیں۔ اسی شوق نے محمد رمضان کو مسلک اہل حدیث اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ ان سے پہلے ان کے خاندان میں ان کے ماموں محمد شریف تھے جنہوں نے مسلک اہل حدیث اختیار کیا تھا۔ انہوں نے محمد رمضان کو مشکوٰۃ شریف مترجم پڑھنے کے لیے دی۔ انہوں نے مکمل پڑھی اور بہت سے دینی مسائل سمجھ میں آئے۔ (محمد شریف کا انتقال ۵ جنوری ۲۰۰۵ء کو ہوا)

۱۹۸۸ء میں محمدی مسجد نثار کالونی میں ناظرہ قرآن مجید کی سالانہ تقریب میں محمد رمضان سلفی نے دوسری پوزیشن حاصل کی اور انہیں انعام مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کی کتاب الصلوٰۃ دی گئی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ذہن بدل گیا۔ اب انہوں نے مزید دینی تعلیم کے حصول کی طرف زیادہ توجہ دینا شروع کی اور فضیلۃ الشیخ محقق اہل حدیث مولانا ارشاد الحق اثری ﷾، مولانا عبدالحی انصاری ﷾ کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان علمائے ذی وقار کے ارشادات عالیہ سے مستفیض ہونے کا موقع ملا اور اس کے علاوہ ان علمائے کرام کی صحبت سے ان میں اسلامی و دینی مضامین لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔

۱۳ مئی ۱۹۹۰ء اہل حدیث یوتھ فورس قصور نے سیرت نبوی ﷺ پر تحریری مقابلے کا اہتمام کیا، اس میں محمد رمضان یوسف سلفی نے حصہ لیا اور ''رسالت مآب ﷺ کا عالم شباب'' کے عنوان سے مضمون لکھا اور گیارہویں پوزیشن حاصل کی اور چند کتابیں بطور انعام ملیں۔

قلم کے میدان میں:

اب محمد رمضان یوسف سلفی نے تحریری میدان میں قدم رکھا اور ''فرضیت نماز اور نصیحت بے نمازاں'' کے عنوان سے مضمون لکھا۔ یہ مضمون ''جماعت غرباء اہل حدیث'' کے آرگن پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی کے شمارہ مارچ ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔ یہ ان کا پہلا مضمون تھا جو کسی دینی رسالے میں شائع ہوا۔ اس کے بعد جماعت اہل حدیث کا کوئی رسالہ ایسا نہیں جس میں محمد رمضان یوسف سلفی کے مضامین شائع نہ ہوتے ہوں۔ جن رسائل واخبارات میں سلفی رحمہ اللہ کے مضامین شائع ہوئے ہیں وہ ہیں صحیفہ اہل حدیث کراچی، الاعتصام لاہور، اہل حدیث لاہور، تنظیم اہل حدیث لاہور، محدث لاہور، حرمین جہلم، نداء الجامعہ اسلام آباد، دعوت اہل حدیث لاہور، ضیائے حدیث سوہدرہ ولاہور، ترجمان السنہ لاہور، ترجمان الحدیث فیصل آباد، المنبر فیصل آباد، علم وآگہی فیصل آباد، ترجمان دہلی، نوائے اسلام دہلی، تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ، السراج جھنڈا نگر (نیپال) صراط مستقیم برمنگھم (برطانیہ) نداء الاحسان لاہور، صدائے ہوش لاہور (اس کے اعزازی ایڈیٹر بھی تھے اور صحیفہ اہل حدیث کراچی کی مجلس ادارت کے رکن بھی تھے۔)

روزنامہ اخبارات میں پاکستان لاہور اور ایکسپریس کراچی میں مضامین شائع ہوتے تھے۔

تصانیف:

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی رحمہ اللہ مصنف بھی تھے، ان کی تصنیف شدہ کتابوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ اللہ کے چار ولی
۲۔ مولانا عبدالوہاب دہلوی اور ان کا خاندان
۳۔ مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی
۴۔ مولانا محمد ادریس ہاشمی اور ان کی خدمات
۵۔ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری
۶۔ عقیدہ ختم نبوت میں علمائے اہل حدیث کی خدمات
۷۔ منشی لدھا رام سے ڈاکٹر عبدالواحد تک
۸۔ مسنون دعائیں

غیر مطبوع:

۹۔ سرگزشت علمائے غرباء اہل حدیث
۱۰۔ سفرنامہ حرمین شریفین

جماعت غرباء اہل حدیث میں شمولیت:

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی رحمہ اللہ کا تعلق جماعت غرباء اہل حدیث سے تھا، اس جماعت کی بنیاد مولانا عبدالوہاب دہلوی (م ۱۳۵۱ھ) نے دہلی میں رکھی۔ وہ جلیل القدر عالم دین اور بلند پایہ محدث تھے۔ شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا محمد رمضان یوسف سلفی امام رابع مولانا عبدالرحمٰن سلفی ﷾ کے بیعت تھے۔ جو درج ذیل مکتوب سے مترشح ہوتا ہے۔

محترم جناب مولوی محمد رمضان سلفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی بخیر! آپ کا حل کردہ میثاق بیعت کا

فارم مل گیا ہے' بیعت منظور کر لی ہے' آپ کی بیعت کا نمبر ۲۱۳ ہے۔ نوٹ فرمائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر استقامت بخشے۔ آمین! داخلہ کے لیے شروع شوال میں درخواست بھیج دیں' ان شاء اللہ ضرور داخل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دینی علم کے زیور سے آراستہ کرے اور آپ کا یہ شوق پورا فرمادے۔ آمین!

فقط والسلام/عبدالرحمٰن

۸۔۴۔۱۴۱۳ھ

علالت ووفات:

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کئی سالوں سے شوگر (ذیابطیس) کے مریض تھے۔ علاج جاری تھا' کبھی آفاقہ ہو جاتا اور کبھی مرض بڑھ جاتا۔ شوگر کے علاوہ تقریباً سال ڈیڑھ سال معدہ اور جگر میں بھی نقص پیدا ہو گیا' وہ صحیح طور پر کام نہیں کر رہے تھے۔ بہرحال ان تمام بیماریوں کا علاج جاری تھا' اب کچھ دنوں سے پاؤں سوج جاتے تھے' میں روزانہ فون کر کے ان کی صحت کے بارے میں دریافت کرتا۔ ہر روز یہ جواب ملتا کہ ''عراقی صاحب! علاج جاری ہے' دوائیں متواتر کھا رہا ہوں اور پوری پرہیز بھی کرتا ہوں۔ دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائے۔''

۶ دسمبر ۲۰۱۶ء کی شام کو ان کے موبائل پر رابطہ کیا' حال احوال دریافت کیا' کہنے لگے کہ میرے لیے دعا فرمائیں' صبح ایک دوسرے ڈاکٹر صاحب کو دکھانا ہے' میں نے جواب میں کہا کہ اللہ آپ کو صحت یاب کرے۔ کہنے لگے: آمین! اور موبائل بند ہو گیا۔

۷ دسمبر ۲۰۱۶ء ۷ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مولانا حکیم محمد یحییٰ ڈاہروی نے بعد نماز مغرب یہ اندوہناک خبر سنا دی کہ مولانا محمد رمضان یوسف سلفی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون! تھا۔

۸ دسمبر ۲۰۱۶ء کو فضیلۃ الشیخ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور سمن آباد فیصل آباد کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

آہ! محمد رمضان یوسف سلفی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ ایک بہت اچھا دوست ہی نہیں ایک بہت اچھا مسلمان بھی۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

.....❀❀❀.....

PIA طیارہ حادثہ قومی سانحہ ہے۔ امیر محترم پروفیسر ساجد میر

جنید جمشید سمیت 48 قیمتی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار' جمعہ کے اجتماعات میں شہداء کے لیے غائبانہ نماز جنازہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے حالیہ طیارہ حادثہ کو قومی سانحہ قرار دیا ہے۔ اپنے ایک تعزیتی بیان میں جنید جمشید سمیت 48 قیمتی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم تمام شہداء کی مغفرت اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ فنی طور پر خراب اور ناکارہ طیاروں کو استعمال میں ہی نہیں لانا چاہیے۔ اس واقعہ کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ پروفیسر ساجد میر نے جمعہ کے اجتماعات میں ملک بھر کی مساجد میں طیارہ حادثہ میں جنید جمشید سمیت جاں بحق ہونے والوں تمام مسلمان مسافروں کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کی اپیل کی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ایم این اے نے بھی اس سانحہ پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور مرحومین کے لیے مغفرت اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔

سید زعیم حسین قادری کی سینیٹر پروفیسر ساجد میر سے ملاقات

مذہبی ہم آہنگی کے حوالے سے صوبائی حکومت کے مجوزہ ضابطہ اخلاق پر تبادلہ خیال

تفصیل کے مطابق ۱۳ دسمبر منگل کے روز صوبائی وزیر مذہبی امور واوقاف سید زعیم حسین قادری نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے دفاتر کا دورہ کیا اور پروفیسر ساجد میر سے ملاقات کی۔ ملاقات میں مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے مجوزہ ضابطہ اخلاق کے نفاذ پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ پروفیسر ساجد میر نے زعیم قادری کو وزارت کا منصب سنبھالنے پر مبارک باد پیش کی۔ اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی طرف سے زعیم قادری کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں متحدہ علماء بورڈ کے چیئرمین مولانا فضل الرحیم اشرفی، ڈی جی اوقاف ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، سیکرٹری اوقاف رانا نوازش علی، وزیر اعلیٰ پنجاب کے کوارڈی نیٹر مذہبی امور ڈاکٹر عبدالغفور راشد، مفتی انتخاب احمد، حاجی عبدالرزاق، مولانا عبدالستار حامد، میاں محمود عباس، مولانا محمد نعیم بٹ، حافظ یونس آزاد، حاجی نذیر انصاری، رانا نصر اللہ خاں سمیت دیگر علماء نے شرکت کی۔ اس موقع پر پروفیسر ساجد میر اور سید زعیم قادری نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ملک میں مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے تمام مسالک کے علماء سے رابطے کیے جائیں گے۔ اسلام ہمیں امن اور رواداری کا درس دیتا ہے۔ ملکی سلامتی کو درپیش خطرات کا متحد ہو کر ہی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ سید زعیم حسین قادری نے کہا کہ پروفیسر ساجد میر کی راہنمائی میں ضابطہ اخلاق تیار کیا جائے گا۔ متحدہ علماء بورڈ کے چیئرمین مولانا فضل الرحیم اشرفی کا کہنا تھا کہ ضابطہ اخلاق کو پنجاب اسمبلی میں منظوری کے لیے پیش کیا جائے گا اور اسے باضابطہ قانونی شکل دی جائے گی۔

مولانا رمضان یوسف سلفیؒ کی وفات حسرت آیات

جماعت کے معروف مضمون نگار مولانا رمضان یوسف سلفی (فیصل آباد) ۷ دسمبر کو بعارضہ قلب انتقال کر گئے۔ شخصیات اور اکابر جماعت کے سوانح لکھنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا' اس حوالے سے انہیں مولانا محمد اسحاق بھٹی سے شرف تلمذ حاصل تھا اور ان کی چند کتب بھی شائع ہوئیں۔ اگلے روز صبح ۱۰ بجے نثار کالونی کے دکن پارک میں ان کی نماز جنازہ مولانا ارشاد الحق اثری نے پڑھائی جس میں بڑی تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔ شدید دھند کی وجہ سے کئی لوگ شریک جنازہ ہونے سے رہ گئے لہٰذا گیارہ بجے سمن آباد کے قبرستان کی جنازہ گاہ میں دوسری نماز جنازہ راقم الحروف نے پڑھائی۔ ازاں بعد تدفین عمل میں آئی اور حکیم ثناء اللہ نے قبر پر دعا کروائی۔ اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک سے حافظ عبدالاعلیٰ درانی (برطانیہ) نے فون پر اظہار تعزیت کیا۔ مرحوم کی عمر تقریباً انچاس برس تھی۔ ادارہ اہل حدیث مرحوم کے ورثاء کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

شریک غم: حافظ محمد اسلم شاہد روی.....رکن مجلس عاملہ پنجاب

یادرفتگان

مولانا محمد رمضان یوسف سلفیؒ

جناب حافظ محمد حسان سعید

مؤرخ اہل حدیث، ذہبیٔ دوراں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رحمہ اللہ (۲۲۔دسمبر ۲۰۱۵ء) کو ہم سے بچھڑے۔ ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان کے سوانح نگار اور بہترین دوست مولانا محمد رمضان یوسف سلفی بھی ہم کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

۷۔دسمبر ۲۰۱۶ء کو مغرب کی نماز کے فوراً بعد حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی (مدرس جامعہ سلفیہ وایڈیٹر ترجمان الحدیث) کا راقم کو ٹیلی فون آیا اور یہ اندوہناک خبر سنائی کہ مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ یزدانی صاحب نے جب یہ افسوس ناک خبر سنائی تو اس وقت رانا شفیق خاں پسروری صاحب اور ڈاکٹر رانا تنویر قاسم صاحب ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ ہمارے لیے یہ خبر ناقابل یقین تھی۔ اس لیے کہ وفات سے صرف دو دن قبل (۵۔دسمبر ۲۰۱۶ء کو) راقم کی ان سے ٹیلی فون پر طویل گفتگو ہوئی۔ جس میں مولانا کی نئی کتاب ''فاتح قادیان، سردار اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری'' پر حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب کا تبصرہ زیر بحث رہا۔ دوران گفتگو فرمایا کہ میں نے ''محفل دانش منداں'' (یہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی مختلف مذہبی، علمی، ادبی اور سیاسی شخصیات کے سوانحی خاکوں کا مجموعہ ہے، جو ان کی وفات کے بعد ''محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ'' نے شائع کی ہے۔) پر تبصرہ کرکے صحیفہ اہل حدیث (کراچی) کے دفتر بھیج دیا ہے جو آئندہ شمارے میں شائع ہوگا۔ والد گرامی سعید احمد بھٹی نے صحت کے بارے پوچھا تو فرمانے لگے کہ دو دن سے گردے میں درد کی وجہ سے دکان پر نہیں جا سکا اور شاید تین چار دن مزید نہ جا سکوں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر شخص جو اس دنیا میں آیا اس نے ایک نہ ایک دن اس فانی دنیا سے رخصت ہونا ہے لیکن بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے دنیا سے رخصت ہونے پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ انہی شخصیات میں ایک ہمارے ممدوح مولانا محمد رمضان یوسف سلفی صاحب تھے۔

مولانا ۴۔دسمبر ۱۹۶۷ء کو لائل پور کے قریب چک نمبر ۲۶۸ ر۔ب پکی پنڈوری میں پیدا ہوئے۔ ابھی پانچویں جماعت میں ہی تھے کہ ان کے والد محمد یوسف ۱۳۔دسمبر ۱۹۷۹ء کو وفات پا گئے۔ والد کی وفات کے بعد گھر کے حالات یکسر تبدیل ہو گئے۔ اس لیے انہیں تعلیم چھوڑنا پڑی اور نٹ بولٹ بنانے والے کارخانے میں ملازمت کرنے لگے۔ اس اثناء میں تین سال ایک ہوزری میں اونی مفلر بھی بنائے۔

سلفی صاحب رحمہ اللہ کے ان مختصر حالات زندگی کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ان معنوں میں ''مولانا'' نہیں تھے جن معنوں میں یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن چوں کہ ان کی تحریری سرگرمیوں کا دائرہ کار خاصا وسیع تھا اور اس کے ساتھ پندرہ روزہ ''صحیفہ اہل حدیث'' (کراچی) کی مجلس ادارت کے رکن اور ماہنامہ ''صدائے ہوش'' کے ایڈیٹر بھی تھے اس لیے ان کے نام کے ساتھ ''مولانا'' نام کا حصہ بن گیا تھا۔

مولانا کی تحریری کاوشیں درج ذیل ہیں:

① چار اللہ کے ولی (اس کتاب میں مولانا عبدالوہاب دہلوی، مولانا حافظ عبدالمنان دہلوی، مولانا عبدالغفار سلفی اور مولانا عبدالجلیل چھنگوی کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔)

② عقیدہ ختم نبوت میں علماے اہل حدیث کی خدمات

③ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری

④ مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ اور ان کی خدمات

⑤ ڈاکٹر عبدالواحدؒ نومسلم

⑥ تذکرہ علمائے جماعت غرباء اہل حدیث

⑦ مسنون دعائیں

⑧ مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی (حیات وخدمات)

اس کے علاوہ اندرون وبیرون ملک جماعت کے مختلف رسائل میں وقتاً فوقتاً آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رحمہ اللہ نے ''گلستان حدیث'' میں ان کی حیات وخدمات پر ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے۔

''میانہ قد، مناسب خدوخال، خوش اخلاق، مہمان نواز، اہل علم کے قدردان اور ہم ذوق لوگوں سے میل ملاقات رکھنے والے یہ ہیں ہمارے دوست مولانا محمد رمضان یوسف سلفی۔''

''میانہ قد، مناسب خدوخال، خوش اخلاق، مہمان نواز، اہل علم کے قدردان اور ہم ذوق لوگوں سے میل ملاقات رکھنے والے یہ ہیں ہمارے دوست مولانا محمد رمضان یوسف سلفی۔''

راقم کی سلفی صاحبؒ سے آخری بالمشافہ ملاقات تو مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحبؒ کے جنازے کے موقع پر گاؤں (۵۳۔گ۔ب ڈھیسیاں، منصور پور، جڑانوالہ، فیصل آباد) میں ہوئی تھی۔ لیکن اس کے بعد تقریباً ہر ہفتے ٹیلی فون پر گفتگو ہوتی اور مختلف علمی معاملات میں ہماری بہترین رہنمائی فرماتے۔ ''محفل دانش منداں'' کا مطالعہ کرنے کے بعد کئی بار ٹیلی فون کیا اور ہر بار حوصلہ بڑھایا۔ فرماتے کہ حسان! آپ نے کتاب کی پروف ریڈنگ بہت اچھی کی ہے جس سے ہمیں بہت حوصلہ ملتا اور مزید کام کی طرف رغبت ہوتی۔

راقم کو دو دفعہ فیصل آباد میں ان کی دکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ کئی سال قبل مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کے ساتھ گیا تھا۔ سلفی صاحب نے کئی مشترکہ دوستوں کو اپنی دکان پر ہی دعوت دے دی تھی، ہم نے دوپہر کا کھانا وہیں کھایا تھا۔ اس مجلس میں ہم صرف سامع

باقی صفحہ 18 پر

طب وصحت

موسم سرما کی سوغات خشک میوے

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

موسم سرما میں جب شدت کی سردی پڑتی ہے تو جسم کو زیادہ حرارت درکار ہوتی ہے تاکہ سردی کا مقابلہ کیا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ موسم سرما میں نظام ہضم بیدار ہو جاتا ہے اور اس موسم میں معمول سے زیادہ کام کیا جا سکتا ہے' کیونکہ نظام ہضم ہمیں بھرپور توانائی فراہم کرتا ہے۔ موسم سرما میں موسم گرما کے مقابلے میں زیادہ مستعدی سے کام کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اس موسم میں ورزش کے اثرات پورا سال جسم کو صحت مند رکھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ جب کہ موسم گرما میں جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور شدید گرمی کے باعث کام کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ جسمانی حرارت کو قائم رکھنے کے لیے موسم سرما میں قدرتی نظام کے تحت خوب بھوک لگتی ہے اور خوب کھایا جاتا ہے۔ قدرت جس موسم میں جو پھل' سبزیاں اور دیگر غذائی اشیاء پیدا کرتی ہے وہ اپنے موسمی تقاضوں کو خوب پورا کرتے ہیں۔ اس موسم کی سبزیوں اور پھلوں' نیز خشک میووں میں گلوکوز' لحمیات (پروٹینز) اور حیاتین (وٹامن ای) بڑی مقدار میں ہوتے ہیں۔ گلوکوز ہمارے جسم میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو ایک گاڑی کے انجن کے لیے پٹرول رکھتا ہے۔ گلوکوز اس موسم کی سبزیوں اور پھلوں میں موجود ہوتا ہے جب کہ سبزیوں' دالوں' گوشت اور انڈوں سے حیاتین اور نمکیات مل جاتے ہیں۔ انڈا اور مچھلی کھا کر لحمیات حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ موسم گرما کی نسبت موسم سرما میں ہر چیز کے کھانے کا اپنا ہی ایک لطف ہے۔ گوشت' مچھلی اور انڈوں کے علاوہ موسم سرما کی خاص سوغاتوں میں صحت وتوانائی بخش غذاؤں کی وافر مقدار ہوتی ہے۔ اُبلے ہوئے انڈے' چکن سوپ اور گاجر کا حلوہ بھی اس موسم کی خاص سوغات ہیں' لیکن ان کے ساتھ ساتھ جسم کو اضافی حرارت اور توانائی کی فراہمی کے لیے قدرت نے خشک میووں کا بھی اہتمام کیا ہے' جن میں غذائی افادیت کے ساتھ چکنائی بھی وافر مقدار میں ہوتی ہے۔ یہ چکنائی چربی پیدا نہیں کرتی' بلکہ جسم کو ٹھوس رکھتی ہے۔ ان خشک میووں میں ریشہ بھی کافی مقدار میں ہوتا ہے جو آنتوں کو تحریک دیتا اور قبض سے محفوظ رکھتا ہے۔ میووں سے نظام تولید کی صلاحیت بڑھتی ہے اور حیاتین کی کمی دور ہوتی ہے۔

بادام

بادام خشک میووں کا بادشاہ کہلاتا ہے اور موسم سرما میں بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے۔ یہ دماغ اور بصارت کے لیے بہت مفید ہے۔ بادام ہر عمر کے افراد کے لیے مفید ہیں۔ یہ اعصاب کو طاقت دیتے اور جسم کی نشو ونما کرتے ہیں۔ بادام کے استعمال سے چربی نہیں بڑھتی۔ بادام دماغی کام کرنے والوں کے لیے فائدہ مند ہیں۔

اخروٹ

اخروٹ اپنی غذائی افادیت کے باعث موسم سرما کے خشک میووں میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ برفانی اور میدانی علاقوں کے لوگ شدید سردی کا مقابلہ کرنے کے لیے اس کو بکثرت کھاتے ہیں۔ اخروٹ' دماغ اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے' کھانسی اور گلے کے امراض دور کرنے میں مفید ہے۔

چلغوزے

چلغوزے گردے' مثانے اور جگر کو تقویت بخشتے ہیں' موسم سرما میں ان کا کھانا پیشاب کی زیادتی کو روکتا ہے۔ چلغوزہ موسم سرما کے اثرات کو کم کرتا اور جسم کو حرارت عطا کرتا ہے۔ چلغوزے کھانے سے پہلے نہ کھائیں' کیونکہ اس طرح بھوک ختم ہو جاتی ہے اور کھانا نہیں کھایا جاتا۔ اس لیے انہیں ہمیشہ کھانے کے بعد کھائیں۔

تل

تل موسم سرما کی سوغات ہے۔ تل کھانے سے سردی اثر نہیں کرتی۔ موسم سرما میں کمزور اور بوڑھے افراد کو پیشاب بار بار آتا ہے۔ اس طرح بعض بچے بھی رات کو سوتے ہوئے بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے تل کے لڈو کھانا بہت مفید ہیں۔ روزانہ تل کا ایک چمچہ کھا لینا صحت کے لیے مفید ہے۔

مونگ پھلی

مونگ پھلی ایک لذیذ میوہ ہے۔ یہ موسم سرما میں کھائی جاتی ہے۔ یہ سستا میوہ ہے' غریب آدمی بھی آسانی سے خرید سکتا ہے۔ سردیوں کے موسم میں لحاف میں بیٹھ کر اس کا کھانا بہت لطف دیتا ہے۔ مونگ پھلی آپ جتنی بھی کھا لیں' اس کی چکنائی سے کولیسٹرول نہیں بڑھے گا۔ اسے خالی پیٹ نہ کھائیں' کیونکہ یہ بھوک کو ختم کر دیتی ہے' اس لیے ہمیشہ کھانے کے بعد کھائیں۔

پستہ

موسم سرما میں پستہ نمک لگے کھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ اگرچہ پستہ کا استعمال منہ کا ذائقہ تبدیل کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے' تاہم اس کی غذائی ودوائی افادیت بہت زیادہ ہے۔ حرارت غریزی پیدا کرتا ہے۔ دل' دماغ' معدہ اور اعضائے رئیسہ کے لیے مفید ہے۔ جسم کو فربہ کرتا اور توانائی دیتا ہے۔ کھانسی میں فائدہ رہتا اور بلغم کے فساد کو دور کرتا ہے۔ ۱۰۰ گرام پستے میں ۵۹۴ حرارے ہوتے ہیں۔ یہ جسم میں کولیسٹرول کی سطح کم کرتا اور قلب شرائین میں خون کے تھکے ختم کرتا ہے۔ قوت مدافعت بڑھاتا ہے۔ جگر کے سدوں کو کھولتا اور خون صاف کرتا ہے۔ پستے کا استعمال موسم سرما میں ضرور کریں مگر حد اعتدال میں۔

لوگ اپنی روزانہ کی خوراک میں بلا خطر خشک میوے کی گریوں کو شامل کر سکتے ہیں بلکہ اگر چاہیں تو محض خشک میوہ کھا کر ہی اپنی بھوک مٹا سکتے ہیں۔ خشک میوے میں غیر سیر شدہ چکنائی (Unsaturated Fat) اور اعلیٰ ریشہ (High Fiber) ہوتا ہے جو وزن بڑھائے بغیر جسم کو توانائی مہیا کرتا ہے۔ پوری دنیا میں ہونے والے پچھلی ۳۱ معیاری اور تحقیقی مطالعوں کا نئے انداز سے جائزہ لینے کے بعد محققین نے یہ انکشاف کیا ہے۔ یونیورسٹی آف میڈیسن اینڈ ڈینٹسٹری آف نیو جرسی' امریکہ کے ڈپارٹمنٹ آف اینڈ ورکرائنالوجی' ڈائی بیٹس اینڈ میٹا بولزم (Department of Endocrinology, Diabetes and Motabollsm) کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر ڈیوڈ بلیچ (Prof. Dr. David Bleich) کے مطابق تمام تحقیقی مطالعوں سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ خشک میوے کی گریوں کے استعمال سے جسمانی وزن بالکل نہیں بڑھتا اور اگر کوئی ایسا سوچتا ہے تو وہ غلط ہے۔ یونیورسٹی آف تراگونا' اسپین کے محقق گیما فلورس ماٹیو (Gemma Flores Mateo from University of Tarragona, Spain) اور ان کے ساتھی محققین کہتے ہیں کہ پچھلے مطالعوں میں بھی گریوں (Nuts)

کے استعمال کو ذیابطیس اور ہائی بلڈ پریشر کے خطرے کو کم کرنے کے لیے مفید بتایا گیا تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر ڈیوڈ بلیچ کہتے ہیں کہ ان کی ذاتی تحقیق میں بھی یہ واضح باتی سامنے آئی کہ ذیابطیس کے مریضوں نے جب ان کے مشورے پر خشک میووں کی گریوں کا استعمال شروع کیا تو ان کے بلڈ میں شوگر لیول کم ہوا۔ اگر آپ خوراک میں چکنائی (Fat) کا استعمال بڑھاتے ہیں تو آپ اپنے جسم میں انسولین کی مزاحمت (Insulin Resistance) کا سامان کرتے ہیں۔ لیکن گریوں کی چکنائی (Fat) یہ صورتحال پیدا نہیں کرتی۔ گریاں اپنی چکنائی کے ذریعے نہ صرف آپ کی اشتہا (بھوک) کو مٹاتی ہیں بلکہ ریشوں اور لحمیات (Proteins) کے لیے بدن کی ضرورت کو بھی پورا کرتی ہیں۔ دوران تحقیق یہ حقیقت اس وقت محققین پر واشگاف ہوئی جب انہوں نے تحقیق میں شامل شرکاء کے دو گروپس میں سے ایک گروپ کو نارمل خوراک دی اور دوسرے گروپ کو کم مقدار میں خوراک۔ مگر اس کے ساتھ خشک میووں کی گریاں بھی دو سے پانچ ہفتے تک دیں۔ پانچ ہفتوں کے بعد ان کا معائنہ کرنے پر پتہ چلا کہ خشک میوے کی گریاں کھانے والے گروپ کا فالتو وزن ایک اعشاریہ پانچ پونڈ کم ہوا' ان کی کمر بھی ایک انچ کم ہوئی اور ان کی صحت اور جسمانی چستی مزید بہتر ہوئی۔ جبکہ گریاں نہ کھانے والے گروپ میں کچھ ایسا نہیں ہوا۔ گو کہ یہ فرق کوئی زیادہ نمایاں نتائج کا حامل نہیں لیکن اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ خشک میوے وزن نہیں بڑھاتے۔

اس تحقیق کا انکشاف محقق گیما فلورس میٹیو نے ایک مضمون میں کیا ہے جو امریکی جریدے ''جرنل آف کلینکل نیوٹریشن'' کی حالیہ اشاعت میں چھپا ہے۔ اس مضمون میں فلورس میٹیو نے کہا کہ

''ہماری دریافت اس امر کی حمایت کرتی ہے کہ غذا کو صحت مند بنانے اور عوارض قلب سے بچنے کے لیے روزانہ کی خوراک میں خشک میووں کو شامل رکھا جائے۔''

یونیورسٹی آف کولوریڈو' امریکہ (University of Colorado, USA) میں فزیکی پر تحقیق کرنے والے ڈاکٹر آدم گلڈن ٹسائی (Dr. Adam Gilden Tsai) کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو یہ مشورہ نہیں دیں گے کہ وہ اپنی خوراک میں خشک میووں کو سرفہرست رکھیں بلکہ دیگر مفید اور صحت افروز چیزوں کے ساتھ انہیں بطور معاون صحت استعمال کریں۔ نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن میں چھپنے والی دی انٹرنیشنل ٹری نٹ کونسل' نیوٹریشن ریسرچ اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن (The International tree Nut Council, Nutrition Research and Foundation) کی حالیہ تحقیقی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ جو لوگ خشک میووں بطور خاص مونگ پھلی پر مشتمل خوراک کھاتے ہیں وہ عارضہ قلب ذیابطیس ٹائپ۔۲ اور سرطان جیسے موذی مرض کا کم شکار ہوتے ہیں جو آج کی دنیا کے سب سے زیادہ ہلاکت خیز امراض ہیں۔ جتنی زیادہ آپ مونگ پھلی کی گریاں کھائیں گے اتنے ہی زیادہ صحت کے حوالے سے آپ مستفیض ہوں گے۔ یہ رپورٹ ۱۹۸۰ء سے لے کر اب تک ان جائزوں کے ڈاٹا پر مشتمل ہے جو مختلف ماہرین اس عرصے میں لیتے رہے ہیں۔

ٹفٹس یونیورسٹی' بوسٹن امریکہ کے ہیومن نیوٹریشن ریسرچ سنٹر کے ڈاکٹر جیفری بلومبرگ (Dr. Jefirey Blumberg) جو اس تحقیق کا حصہ تھے' نے ڈائرز ہیلتھ' ایک خبر رساں ایجنسی کو بتایا کہ پہلے لوگ گریوں کی چکنائی (Fat) سے ڈرتے تھے جیسا کہ وہ انڈے کو خول میں بند ایک ہارٹ اٹیک سمجھتے تھے لیکن اب انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ گریوں کی چکنائی صحت مند ہے اور انڈہ بھی دل کے لیے نقصان دہ نہیں بلکہ فائدہ مند ہے۔

تیس سال پر مشتمل اس تحقیق میں ۷۶۰۰۰ خواتین اور ۴۲۰۰۰ مردوں کو شامل تحقیق کیا گیا۔ تحقیق ان سوالناموں پر اساس کرتی ہے جو وقفے وقفے سے شامل تحقیق افراد کو دیے گئے اور جن میں ان کی خوراک لینے اور کھانے پینے کی عادات کے بارے میں پوچھا گیا۔ ان سوالناموں سے جو ڈاٹا مرتب کیا گیا' اس سے جو نتائج سامنے آئے ہیں اس کے مطابق جو لوگ خشک میووں بشمول مونگ پھلی کی گریاں نہیں کھاتے تھے ان کے مقابلے میں ہفتے میں ایک مرتبہ کھانے والے گیارہ فیصد' پانچ مرتبہ کھانے والے بیس فیصد اور روزانہ کھانے والے انتیس فیصد کم موت کا شکار ہوئے۔ تحقیق کے مطابق خشک میوے بشمول مونگ پھلی کو استعمال کرنے والوں کی موت کے اسباب میں سرطان' ذیابطیس اور سانس کی بیماریوں کی شرح بہت کم تھی۔

ڈانا فاربر کینسر انسٹی ٹیوٹ' بوسٹن' امریکہ کے پروفیسر ڈاکٹر چارلس فش (Prof. Dr. Charles Fuchs) جو مذکورہ بالا تحقیقی مطالعہ کے سینئر رائٹر ہیں کہتے ہیں کہ ''خشک میوے کی گریوں اور بطور خاص مونگ پھلی کی گری میں صحت انسانی کے لیے فوائد پوشیدہ ہیں۔''

قارئین کرام! سرد موسم میں خشک میووں کا استعمال ہماری جسمانی ضرورت بھی ہے اور ہماری معاشرتی روایت بھی۔ خشک میووں بشمول مونگ پھلی کا اعتدال کے ساتھ اس موسم میں استعمال کیجیے اور پرورش جسم وذہن کیجیے کہ خشک میوے خاص طور پر اخروٹ دماغ کے لیے ایک ٹانک ہے' اس کی گری بالکل انسانی دماغ جیسی ہے۔ مونگ پھلی کو غریبوں کا بادام کہا جاتا ہے۔ یہ وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہے' اس لیے قدرے ارزاں بھی ہے اور غریبوں کی قوت خرید اور دسترس میں ہوتی ہے۔ یہ قدرت کا نظام ہے کہ اس نے غریبوں کو بھی گریوں (Nuts) کے فوائد کلی سے کلی طور پر محروم نہیں رکھا۔

خط وکتابت پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی' مطب ہمدرد سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون 042-37803520

جنرل راحیل کا دور تاریخ کا سنہری دور ہے

⊙ اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی صدر حافظ فیصل افضل شیخ' مرکزی جنرل سیکرٹری حافظ محمد عامر صدیقی نے کہا ہے کہ جنرل راحیل شریف ہمیشہ کے لیے پاکستان کا فخر ہیں۔ ان کا دور تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے رقم ہو چکا ہے۔ ضرب عضب نے یقیناً دہشت گردوں کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ عوام پر امید ہیں کہ جنرل قمر باجوہ بھی جنرل راحیل شریف کی پالیسیوں پر گامزن رہیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اہل حدیث یوتھ فورس جنوبی پنجاب کے نومنتخب صدر ضیاء الحق جانباز اور جنرل سیکرٹری قاری ہدایت اللہ رحمانی سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قوم نئے آرمی چیف کا بھرپور خیر مقدم کرتی ہے۔ اہل حدیث یوتھ فورس کا مشن ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ ہم تخریب کاری کے خلاف پاک فوج کی کاوشوں کو سراہتے ہیں اور افواج پاکستان کے شانہ بشانہ ہیں اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے پرامن جدوجہد جاری رکھیں گے۔

اخبار الجماعۃ

علماء کنونشن

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ تھانہ تتلے عالی کے زیر اہتمام پانچواں سالانہ علماء کنونشن ۲۷ نومبر بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد محمدی اہل حدیث ماڑی بھنڈراں میں منعقد ہوا جس کی صدارت سید مصطفیٰ جعفر امیر تحصیل نے کی۔ مہمان خصوصی کی حیثیت سے مولانا محمد ابرار ظہیر نے علماء کی ذمہ داریاں کے عنوان پر گفتگو کی۔ آخری خطاب حافظ محمد عمر صدیق گوجرانوالہ نے برصغیر پاک و ہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات پر گہری روشنی ڈالی۔ حافظ محمد یعقوب ناظم تحصیل نے بھی خطاب کیا۔ قاری عبدالرزاق ربانی نے علماء کے لیے کھانے کا اہتمام کیا۔ مولانا سید محمد بلال طاہر امیر حلقہ تھانہ تتلے عالی گوجرانوالہ

کابینہ وعاملہ کا اہم اجلاس

⊙ ۴ دسمبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار جامع مسجد سمعیہ اہل حدیث میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کابینہ وعاملہ اور چاروں تحصیلوں کے ذمہ داران کی اہم میٹنگ ہوئی جس کی صدارت مفتی محمد اسلم خاں امیر ضلع نے کی اور تلاوت قرآن قاری محمد یوسف نجیب نے کی۔ امیر ضلع مفتی محمد اسلم خاں' ناظم چوہدری محمد اسلم چیمہ نے تحفظ حرمین اور ضلع ٹوبہ میں تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کا لائحہ عمل پیش کیا۔ اہل حدیث یوتھ فورس کے حوالہ سے بھی گفتگو کی گئی جس میں امیر ضلع اور ناظم ضلع نے کہا کہ ہم مرکز کی ہدایت پر عمل اور مرکز کے حکم کا احترام کریں گے۔ ضلع ٹوبہ کی طرف سے مرکز ۱۰۶ اراوی روڈ سے مالی تعاون کا بھی اعلان ہوا جس کے لیے ناظم ضلع چوہدری محمد اسلم چیمہ نے دس ہزار جمع کروایا اور چاروں تحصیلوں سے دس دس ہزار امیر اور ناظم جمع کروائیں گے جو کہ عنقریب مفتی محمد اسلم خاں مرکز میں جمع کروائیں گے۔

منجانب: قاری عبدالرشید عابد ناظم نشرواشاعت ضلع ٹوبہ

جامع مسجد اہل حدیث کا افتتاح

⊙ جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر 339/TDA چوک اعظم (لیہ) (ڈیرہ چوہدری طارق سندھو) کا افتتاح ۱۸ نومبر ۲۰۱۶ء جمعۃ المبارک کے روز ہوا' افتتاحی جمعہ مولانا عباس فاروقی نے ارشاد فرمایا' علاقے بھر سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور بعد نماز جمعہ مہمانوں کے لیے کھانے کا اعلیٰ انتظام تھا۔

منجانب: ناظم نشرواشاعت AYF لیہ

مولانا شفیق الرحمن شاہین کی مرکز آمد

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے ممتاز رہنما' جامع مسجد اہل حدیث اولڈہم کے خطیب جناب مولانا شفیق الرحمن شاہین پاکستان تشریف لائے اور انہوں نے قائدین سے ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ مختلف اجتماعات میں خطاب کیا۔ وہ مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور تشریف لائے اور احباب مکتب سے ملاقات کی۔ نیز پیغام ٹی وی پر انہوں نے جامع انٹرویو دیا۔ جماعت کے شایان شان مرکز اور پیغام ٹی وی کے اجراء پر قائدین کی خدمات کو سراہا۔

AYF ضلع لیہ کا اہم اجلاس

⊙ ۶ نومبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار بعد نماز ظہر مرکز امام بخاری اہل حدیث چوک اعظم میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت محمد اکرم شہزاد نے کی۔ اجلاس میں ضلع کی مرکزی قیادت اور ضلع سے کارکنان نے شرکت کی اور مرکزی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے قائد ملت سلفیہ امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ کی خدمت کو سراہا۔ یوتھ فورس کی قیادت جناب فیصل افضل شیخ (صدر) حافظ عامر صدیقی (جنرل سیکرٹری) کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا۔

منجانب: شعبہ نشرواشاعت اہل حدیث یوتھ فورس (لیہ)

سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس

⊙ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک پنڈی ضلع گجرات میں اہل حدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام آٹھویں سالانہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس ۲ دسمبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء زیر صدارت مولانا عبدالواحد سلفی ہوئی۔ مولانا عبدالدیان اثری' حافظ عبدالسلام زاہد' مولانا عتیق الرحمن خلیق' مولانا محمد عارف اثری خطیب گوجرانوالہ نے مدلل اور مفصل خطابات فرمائے۔ حمد ونعت محمد خالد محمدی اور معظم عارف نے پیش کیں۔

منجانب: صاحبزادہ قاری عبدالغفار صدیقی' خطیب مسجد ہذا

ضرورت باورچی

⊙ جامعہ اسلامیہ سلفیہ جہان خان ضلع بھکر میں ایک عدد باورچی کی فوری ضرورت ہے۔ پابند شرع کو ترجیح دی جائے گی۔ معقول وظیفہ دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ رابطہ نمبر پرنسپل جامعہ:

0300-7272236 - 03367272236

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

⊙ مؤرخہ ۲۲ دسمبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد مقدس اہل حدیث کوٹ حشمت المعروف میریانوالہ حافظ آباد میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوگی۔ معروف علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ!

منجانب: مرکزی جمعیت اہل حدیث میریانوالہ حافظ آباد

ادائیگی عمرہ کے لیے روانگی

⊙ ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ٹیاری حافظ زبیر احمد کاکا ۴ دسمبر ۲۰۱۶ء کو عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب روانہ ہوگئے' ان کی جگہ قائم مقام ناظم ضلع ٹیاری حافظ صلاح الدین کاکا کو نامزد کیا گیا ہے۔

المرسل: حافظ صلاح الدین کاکا' قائم مقام ناظم ٹیاری

نامزدگی

⊙ قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی صاحب نے رانا محمد عثمان کو ASF ضلع بہاولنگر کا صدر' حافظ محمد حسیب طاہر کو جرنل سیکرٹری ASF ضلع بہاولنگر اور حافظ اسد محمود شیرازی کو سائبر انچارج ASF لاہور نامزد کیا ہے۔

منجانب: حافظ طلحہ احسان چھینہ' پریس سیکرٹری ASF پاکستان

گوجرہ میں مشترکہ اجلاس

⊙ مرکزی جمعیت واہل حدیث یوتھ فورس تحصیل گوجرہ کا مشترکہ اجلاس 2 دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مرکزی جامع مسجد اہل حدیث محلہ انصار کالونی گوجرہ میں زیر صدارت مولانا عبدالقادر عثمان سرپرست تحصیل گوجرہ منعقد ہوا۔ جس میں جماعت کو مزید فعال بنانے اور دیگر جماعتی امور پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا گیا اور امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں ذمہ داران ودیگر اراکین نے شرکت کی۔ شرکائے اجلاس کے اعزاز میں پرتکلف کھانا بھی دیا گیا۔

منجانب: محمد سرفراز حسن' ناظم نشرواشاعت تحصیل گوجرہ

امامت وخطابت کے ضرورت مند متوجہ ہوں

⊙ ایک بہترین حافظ وقاری وخطیب آج کل فارغ ہیں' ان کی اہلیہ بھی درس نظامی کی فاضلہ ہیں۔ لاہور میں کہیں ضرورت ہو تو رابطہ کریں: 0321-4256369

خطیب کے ضرورتمند

⊙ اردو کے بہترین اور معروف خطیب کو صرف جمعہ کے خطبہ کے لیے جگہ درکار ہے' خواہشمند رابطہ کریں:

محمد عبداللہ سلفی: 0304-0541706

الاسلام ڈائری 2017ء

- ..... جماعتی جذبوں کی آئینہ دار
- .....ایک دعوت' ایک پیغام
- ..... ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

عام قیمت: -/400 روپے

''اہل حدیث'' کے معاونین سے: -/350 روپے۔

شناختی کارڈ 34101-3207371-5

رابطہ: اہل حدیث پبلی کیشنز ۱۰۶ اراوی روڈ لاہور

0321-6487892 - 042-37720257

055-4443265

سالانہ اہل حدیث کانفرنس گوجرہ

۱۴ نومبر ۲۰۱۶ء بروز سوموار بعد نماز عشاء جامع مسجد قدس اہل حدیث محلہ نیو پلاٹ گوجرہ میں ایک عظیم الشان سالانہ اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت جناب محمد یعقوب پہلوان نے کی۔ تلاوت قاری محمد صہیب یونس اور حمد ونعت ملک محمد اسلم آزاد نے پیش کی' مولانا عبدالقادر عثمان مولانا اسماعیل عتیق' مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی نے بہت جاندار خطابات فرمائے۔ کانفرنس میں لوگوں کی کثیر تعداد نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی۔ دیگر علماء کرام و جماعتی احباب نے شرکت کی۔ کانفرنس ہر اعتبار سے کامیاب رہی۔

منجانب: قاری عبدالرشید عابد ناظم نشرواشاعت ضلع ٹوبہ

ناظم ضلع ٹوبہ کا دورہ

مؤرخہ 16 نومبر 2016ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ناظم چوہدری محمد اسلم چیمہ نے جماعتی کام کو ضلع میں فعال کرنے کے لیے گوجرہ ٹوبہ رجانہ پیر محل کا دورہ کیا۔ مولانا عبدالقادر عثمان' میاں محمد افضل ناظم تحصیل گوجرہ صاحبزادہ مولانا برق التوحیدی' قاری محمد اسلم حنیف سے ٹوبہ میں قاری قاسم خلیل اور بزرگ عالم دین حافظ محمد صدیق خلیل سے رجانہ میں اور حافظ عبداللطیف وچوہدری محمد اسلم چوہدری محمد اسماعیل حافظ عبدالرزاق سلفی سے پیر محل میں ملاقاتیں کیں

درخواست دعائے صحت

حافظ احمد اللہ سلیم کوٹ رادھا کشن کے والد محترم اور جید عالم دین مولانا صدیق سلیم گذشتہ دنوں عارضہ دل میں مبتلا ہو گئے تھے جن کو فوراً پنجاب کارڈیالوجی میں انتہائی نگہداشت میں رکھا گیا' اب بحمد اللہ ان کی طبیعت روبصحت ہے تاہم احباب جماعت سے دعا خیر کی اپیل ہے۔

دعا گو: حافظ محمد زکریا عاصم' ناظم سٹی کوٹ رادھا کشن

انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرکزی جمعیت اہل حدیث تھانہ کنگن پور کے ناظم مولانا حامد عاصم کے والد گرامی مولانا محمد صدیق طویل علالت کے بعد ۸ دسمبر بروز جمعرات قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علاقہ بھر کے معروف علمائے کرام اور احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

منجانب: بارک اللہ صمصام' امیر تحصیل چونیاں

اظہار تعزیت

یہ سن کر بہت صدمہ ہوا ہے کہ استاد محترم حکیم مولانا شہباز احمد سلفی خطیب ریل بازار رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ حضرت سلفی صاحب نہایت شریف النفس انسان تھے اور اپنے دوستوں اور شاگردوں کے ساتھ ان کا رویہ بہت مشفقانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

منجانب: صاحبزادہ قاری عبدالغفار صدیقی' خطیب مسجد ہذا

اظہار تعزیت

پچھلے دنوں میرے ماموں جان میاں عطاء الرحمٰن وفات پا گئے' انا للہ وانا الیہ راجعون! نماز جنازہ میں سیاسی سماجی' مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امراء و ناظمین کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مرحوم کی نماز جنازہ الشیخ مولانا عطاء اللہ اعوان نے پڑھائی۔ دعا ہے کہ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

خواجہ قاری عبدالحفیظ صدیقی' ناظم مالیات تحصیل جتوئی

ھو الشافی

گھٹنہ' پٹھوں' گردن' ریڑھ کی ہڈی کا درد اور کھچاؤ وغیرہ ہر قسم کی سوزش' موچ کا شرطیہ و آزمودہ اور مؤثر ترین مکمل علاج' مستحق اور مفلس مریضوں کو مفت دوا دی جائے گی۔ رابطہ کیلئے:

حاجی محمد اسلم' 0321-4716326

آٹا چکی شریف کالونی (جنگیاں مشین والیاں) سرگودھا روڈ شیخوپورہ

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوہر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

نام ہی کافی ہے

گولڈن

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

0300-6430739

055 4213430

بمقام جامعہ فیض العلوم اہل حدیث بائی پاس ہڑپہ اسٹیشن

مورخہ 6 جنوری کا

خطبہ جمعہ المبارک

عنوان

طب نبوی کی اہمیت اور مہلک پہلوؤں کا علاج

خطابت کے فرائض

علامہ ڈاکٹر

شاہد اقبال ظہیر

حفظہ اللہ صاحب

پرنسپل پنجاب طبیہ کالج ساہیوال

رکن مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب

نوٹ: ادارہ میں پچاس سے زائد بیرونی طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور تعمیر کا کام بھی جاری ہے۔ احباب جماعت بھرپور تعاون فرمائیں۔

ناظم جامعہ ہذا

قاری ابوبکر صدیق

0301-5740607

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نام ہی کافی ہے

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیا ئیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد زیشان ربانی 0343-6007696

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماسٹر سلیکٹ)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔ ہونٹ، مائیک ہارمونیٹر اور متعلقہ سپیکر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیا ئیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نئے ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، ہونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S کالم سپیکر ہاز ارسے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

نیا ئیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

پروپرائیٹر محمد عثمان

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کر چلا ہوں — صدیوں گلشن کی فضاء مجھے یاد کرے گی!

حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

24 مارچ جمعہ | 25 مارچ ہفتہ | 26 مارچ اتوار

سہ روزہ

سیرۃ النبی کانفرنس

صلی اللہ علیہ وسلم

خانپور

الشاہ الصوری

زیر امارت

پیر فرید امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان حفظہ اللہ

زیر صدارت

مولانا حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ

علوم اسلامیہ عصریہ کا عظیم الشان سنگم جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور رحیم یار خان

40 ویں سالانہ سہ روزہ عظیم الشان آل پاکستان اہل حدیث "سیرت النبی کانفرنس" بتاریخ 26,25,24 مارچ، بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اعلیٰ روایات اور شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ کانفرنس میں قائدین اہل حدیث کے علاوہ ملک بھر سے محدثین، مفکرین، مجاہدین، دانشور، علماء، خطباء، قراء و شعراء اور زعمائے ملت کی تشریف آوری متوقع ہے۔ احباب و اخوان کے متعلقین، مخلصین اور فیض یافتگان بطور خاص تواریخ نوٹ فرمالیں اور کانفرنس کی شاندار کامیابی کیلئے ابھی سرگرم عمل ہو جائیں۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور رحیم یار خان

شعبہ دعوت و تبلیغ

الداعی الی الخیر والفوز والفلاح

Weekly AHL- E - HADITH
CPL No 116
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257
Paigham T.V:
042-37722876

فخر اہل حدیث، محقق العصر

جناب محترم ڈاکٹر

پروفیسر عبدالغفار صاحب

انجینئرنگ
یونیورسٹی لاہور
نارووال کیمپس

کی مایہ ناز تصنیف

''تجلیاتِ سیرت'' (سوالاً جواباً)

کی اشاعت اور ''صدارتی ایوارڈ'' ملنے پر

مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

صاحبزادہ حافظ بابر فاروق رحیمی
(خطیب و ناظم مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ، لاہور)

محمد عمران مجاہد

میاں محمد عبداللہ (ایڈووکیٹ)